bakhtiar2k@gmail.com

ماہنامہ

انوار الصوفیہ

مارچ
1964

مدیر اعلیٰ
غلام رسول گوہر

مقام اشاعت: کوٹ عثمان خاں تحصیل ضلع لاہور

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

انوار الصوفیہ رسائل پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری
نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام 1905 کو شروع کروایا تھا
رسالہ انوار الصوفیہ کی 58 جلدیں مہیا کرنے پر
میں جناب محمد محمود صاحب کو مشکور ہوں
جن کی لسٹ مندرجہ بالا ہے (بختیار حسین جماعتی)

1 1960 October
2 1961 July
3 1961 December
4 1962 Feb
5 1962 May
6 1962 October
7 1963 January
8 1963 June
9 1963 September
10 1964 Feb
11 1964 March
12 1965 January
13 1965 May
14 1965 July
15 1966 June
16 1969 Feb
17 1969 December
18 1970 December
19 1971 Feb
20 1971 November
21 1972 May
22 1972 December
23 1973 March
24 1973 March
25 1973 December
26 1975 March
27 1978 Feb
28 1980 July
29 1981 July
30 1982 Feb
31 1982 July
32 1984 April
33 1959 Agust Rizwan
34 1965 March Hanfi
35 1967 April May
36 1968 October November
37 1969 agust
38 1969 March April
39 1970 May June
40 1971 Agust
41 1971 Janu Feb
42 1973 Agust
43 1973 Aril
44 1974 Agust September
45 1975 December
46 1976 March April
47 1979 June july
48 1980 Dec 1981 Janu
49 1980 October NOvember
50 1981 Jantaree
51 1982 1983 Dec Jan
52 1982 March April
53 1982 May June
54 1983 Feb March
55 1983 May June
56 1983 Nov Decemb
57 1984 Jan Feb
58 1984 October Jantare
59 Aaena Khalq e Muhamadi
60 Majmua Hazar Masla

http://ameeremillat.com.pk
http://ameer-e-millat.com
http://www.ameeremillat.com
http://www.haqwalisarkar.com
http://wwwnfiecomblogspotcom.blogspot.com/2009/06/
www.flickr.com/photos/91889703@N07
www.facebook.com/groups/alipurmureeds./
http://vimeo.com/user13885879/videos
www.jamaatali.blogspot.com
www.marfat.com
www.maktabah.org

علی پور شریف کی ویڈیو YouTube پر دیکھنے کیلئے اس لنک پر کلک کریں
YouTube /bakhtiar2k/videos
علی پور شریف کی کتابیں انٹرنیٹ Scribd پر آن لائن پڑھنے کیلئے اس لنک پر کلک کریں
www.scribd.com/user/23646328/bakhtiar2k/uploads
بختیار حسین جماعتی

علی پور شریف کی تصاویر انٹرنیٹ flickr پر دیکھنے کیلئے اس لنک پر کلک کریں
www.flickr.com/photos/34727076@N08/
علی پور شریف کی کتابیں موبائل پر حاصل کرنے کیلئے اس واٹس ایپ نمبر پر رابطہ کریں
0323-5551982
بختیار حسین جماعتی

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

بسرپرستی مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب

دامت برکاتہم العالیہ

بنظرِ عنایت حضرت مولانا الحاج پیر سید
محمد حسین شاہ صاحب علیہ الرحمۃ

بظلِ عاطفت حضرت مولانا الحاج پیر سید حیدر حسین
شاہ صاحب

ماہنامہ
انوار الصوفیہ
قصور

جلد ۶۱ بابت ماہ اگست ۱۹۷۳ء شمارہ ۹

مدیر مسئول :— غلام رسول گوہر جماعتی
مدیر معاون :— مولانا محمد عبد العزیز صاحب
نقشبندی مرتضائی

بدل اشتراک
سالانہ چندہ ۶ روپے
معاونین سے ۱۰ روپے
سرپرست حضرات سے ۲۰ روپے

مقام اشاعت :- کوٹ عثمان خاں قصور

محمود حسن پرنٹر نے لاہور آٹ پریس انارکلی لاہور سے چھپوا کر
غلام رسول گوہر پبلشر نے کوٹ عثمان خاں قصور سے
شائع کیا

ترتیب

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱-	نعت شریف	۲
۲-	احسن المسالک	۳
۳-	کلماتِ طیبات	۸
۴-	نعت شریف	۱۰
۵-	مکتوباتِ مجدد الف ثانیؒ	۱۱
۶-	حقِ ہمسایہ	۱۳
۷-	ہمارا حقیقی مصلح کون ہے	۱۶
۸-	حسنِ معاشرت	۲۰
۹-	انوارِ حدیث	۲۴
۱۰-	صدیق اکبرؓ	۲۵
۱۱-	رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ	۲۸
۱۲-	اقوالِ صوفیاء کرام	۳۱
۱۳-	اخبار آستانہ عالیہ	۳۲

سرخ نشان

اگر آپ کے اس رسالہ میں اس دائرہ میں سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ آئندہ سال کیلئے مبلغ چھ روپے فوراً ارسال کر دیں۔

گوہر

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

شارح حقیقت بین الحاج میاں نور محمد خالدی نقشبندی نوری جماعتی گڑھی شاہو لاہور

طرح مصرع۔ "نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا"

رتبہ ہے عرشِ معلّٰے سے بھی بالا تیرا !
وسعتِ قاب قوسین او ادنیٰ تیرا

دل کے آئینہ میں دیکھے کوئی جلوہ تیرا
سیرتِ حسن سے بڑھ کر رخِ زیبا تیرا

والضحیٰ رخ تیرا واللیل اذا زلف دوتا
حسن خوبانِ جہاں سے ہے نرالا تیرا

خلق کے پیارے ہو تم خلق تمہیں پیاری ہے
خود خداوند ہوا چاہنے والا تیرا

خالی سائل نہ گیا تیرے درِ اقدس سے
"نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا"

کوئی ناسوتی ہو جبروتی ہو ملکوتی ہو !
تیرے ہی نور سے گھر گھر ہے اجالا تیرا

کرتے ہیں روز ملائک ترے روضہ کا طواف
فہم و ادراک سے باہر ہے وہ رتبہ تیرا

ید بیضا سے عیاں روضہ کی جالی سے ترے
طور و سینا سے فزوں ذرہ ہے ذرہ تیرا

جاری ہیں میم محمد سے وہ کوثر و تسنیم
ہے رواں خلد میں بھی فیض کا دریا تیرا

شبِ معراج میں اللہ نے خوش ہو کے کہا
جو بھی کونین میں میرا ہے، وہ تیرا تیرا

اپنی توحید کی اور تیری رسالت کی قسم
وہی بندہ ہے مرا جو کہ ہے بندہ تیرا

کر کے "دُر دُر" کیا اس نور کو دنیا نے ذلیل
تو ہی بتلا کہ کہاں جائے یہ کتا تیرا

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

از جناب قاضی محمد ارشاد الٰہی فیضی عصامی ۔

احسن المسالک فی شرح موطا امام مالک

(قسط دوم)

رہا حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے بھی نماز عصر میں تاخیر واقع ہونا اور ابو مسعود انصاری کا انہیں حدیث نزول جبریل سنانا اس میں بھی تمام حال وہی ہے۔ جو عمر بن عبد العزیزؒ کی تاخیر میں ہے۔ کہ عمر بن عبد العزیز کی نماز بھی عصر ہی کی تھی جیسا کہ لیث اور معمر وغیرہ کی روایات مرویہ بخاری و عبد الرزاق سے ثابت ہے اور اس تاخیر میں بھی ایک روایت یہی ہے کہ وقت گذر جانے تک تاخیر کی تھی۔ اور وہ ظاہر سیاق حدیث سے صرف ایک دن کا واقع ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اگرچہ ان کے گھر والوں کی عادت ہی یہی تھی۔ جیسا کہ زرقانی شارح موطا نے ص۱۲ میں ابن عبد البر سے نقل کیا ہے۔

قال ابن عبد البر ظاهر سياقه انه فعل ذلك يوما ما ان ذلك عادة له وان كان اهل بيته معروفين بذلك

یعنے ابن عبد البر نے کہا کہ اس کا ظاہر سیاق یہی ہے کہ انہوں نے ایک دن ایسی تاخیر کی نہ یہ کہ آپ کی عادت ہی یہی تھی۔ اگرچہ ان کے گھر والے اس (ہمیشہ تاخیر کر دینے) کے ساتھ مشہور و معروف تھے۔ اور مولوی وحید الزمان نے اکثر خلفائے بنو امیہ کی عادت ہونا بیان کیا ہے۔ چنانچہ رفع العجاجہ شرح ابن ماجہ جلد اول ص۲۳۲ میں لکھا ہے۔

• اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر نے عصر کی نماز میں بہت دیر کی تھی۔ اور اکثر خلفائے بنی امیہ کی عادت تھی کہ وہ نماز میں دیر کرتے۔

اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایک دن نماز عصر میں تاخیر کر دی۔ جس پر ابو مسعود انصاریؓ نے اوقات نماز کی حدیث سنائی وہ تاخیر یقیناً اتنی تھی کہ وقت گذر چکا تھا جیسا کہ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الموطا ج۱ ص۱۳ میں عبد الرزاق سے بروایت

عن معمر عن ابن شهاب بلفظ فقال حتى المغيرة بن شعبة بصلاة العصر

کے الفاظ نقل فرمائے ہیں۔ یعنی حضرت معمر رضی اللہ عنہ حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ مغیرہ بن شعبہ نے نماز عصر کے لئے (یعنی ادا کرنے کی تاخیر میں) شام کر دی۔

اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تنویر الحوالک ص۱۱ میں عبد الرزاق سے ہی نقل فرمایا ہے۔

فی روایة ابن جريج عند عبد الرزاق فقال حتى المغيرة بن شعبة بصلاة العصر

یعنے ایک روایت میں ابن جریج سے عبد الرزاق کے نزدیک (یوں مروی ہے) کہ کہا مغیرہ بن شعبہ نے نماز عصر کو شام تک موخر کر دیا۔ اور وہ بھی اس وقت بحیثیت معاویہ بن ابی سفیان کی طرف سے کوفہ کے امیر مقرر ہو جانے کے کوفہ ہی میں مقیم تھے۔

اور جو روایت بخاری میں عراق میں مقیم ہونا وارد

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

ہوا ہے۔ اس میں اور اس میں کوئی منافات نہیں کہ کوفہ بھی علاقۂ عراق سے ہی ہے جیسا کہ علامہ زرقانی نے شرح المؤطا میں اور محمد زکریا سہارنپوری نے اوجز المسالک میں ذکر کیا ہے۔

پس اس حدیث میں اول وقت میں ادا کرنے کی تعجیل پر قطعاً کچھ دلیل نہیں ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایسی تاخیر تمام مذاہب میں حنفیہ ہوں یا شافعیہ۔ مالکیہ ہوں یا حنبلیہ سب کے نزدیک ممنوع ہے۔ اور اگر بالفرض المحال یہاں تعجیل ہی مقصود روایت ہو جو حقیقت میں ہرگز نہیں ہو سکتی، تو عمر بن عبد العزیز نے اس پر سخت انکار کر دیا ہے جیسا کہ اسی حدیث میں موجود ہے۔

فقال عمر بن عبد العزیز اعلم ما تحدث به یا عروة

اور حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کی روایت میں وارد ہے۔ اِتَّقِ اللّٰہَ یا عُرْوَۃُ وَانْظُرْ مَا تَقُوْلُ

یعنی اللہ سے ڈر اے عروہ اور دیکھ تو کیا کہتا ہے۔

اسی بنا پر بعض شارحین نے بھی فرما دیا ہے۔ کہ عروہ نے امامت جبرائیل کی حدیث کے استدلال کا انکار کر دیا۔ اور ہم جو یہاں مسئلہ تعجیل العصر مقصود ہی نہیں مانتے ہمارے ہاں یہ انکار اس بناء پر ہے کہ عمر بن عبد العزیز کو یہ سننا گوارا نہ ہوا کہ ایسی حدیث بیان کی جائے جس میں شان رسالت میں مخالفین کمی پیدا کر سکے۔ کیونکہ اس میں جبرئیل امین یقیناً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شان میں کم ہیں۔ بلکہ ان کے فرمانبردار ہیں۔ تو ان کا آپ کی امامت کرانا عوام میں ہیجان نہ ہو۔ جیسا کہ محمد زکریا سہارنپوری نے اوجز المسالک میں لکھا ہے۔

والمقصود الاحتیاط او الاستثبات فی نزول جبرئیل او امامته لمنافاته من امامة المفضول للافضل وهو الظاهر عندی للسیاق الآتی

یعنی مقصود احتیاط ہے یا جبرائیل علیہ السلام کے نزول یا امامت کا استثبات (اثبات طلب کرنا) ہے۔ کیونکہ اس میں مفضول کا امام ہونا اور افضل کا مقتدی ہونا آتا ہے اور یہ میرے نزدیک سیاق حدیث کے موافق ظاہر ہے۔

ایک بار اسی حدیث کے استدلال سے مجھ پر سوال ہوا تھا کہ اس سے مساوات بالنبی صلے اللہ علیہ وسلم یا اوقات نماز کی تعلیم کے لئے نزول سے نفی علم کا مسئلہ حل ہوتا ہے تو فقیر غفرلہ القدیر نے عرض کیا کہ

اور یہاں مثلاً شئی تنقیص حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا مقتدی ہونا بیان کر تا نفی علم مبارک یا مساوات نبی با غیر نبی ثابت نہیں کر سکتا۔ اور نہ یہ کہہ سکتا ہے کہ امتی بعض حالات میں انبیاء سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ جیسا کہ بعض اہل شر نے کہا ہے۔ کیونکہ نماز کے متعلق یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ آپ کو علم نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ آپ بلاشبہ اوقات نماز جانتے تھے۔ لیکن اوقات اور صورت نماز کے اظہار کو جو جبرئیل امین امامت پر مامور ہوئے تو محض اس حکمت سے کہ بعد میں کئی اہل شر یہ کہتے پھریں گے کہ یہ نماز تو ان کی اپنی ترتیب دی ہوئی تھی اس کا دفعیہ اس سے ممکن تھا کہ ابتداء و انتہاء اوقات بھی اور صورت نماز اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی تبلیغ سے تھی۔

اس طرح اس حدیث سے حضرات ملائکہ خواص بشر سے افضل بھی ثابت نہ ہونگے اور نہ ہی جبرئیل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے (اس امامت کی وجہ سے) افضل قرار پا سکتے ہیں۔ جیسا کہ حضور آقائی مکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض صحابہ کی اقتداء میں بھی نماز ادا فرمائی ہے تو یہ اس نوعیت سے ہے کہ استاد

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

جب تعلیم کا عمل کرتا ہے تو اس سے تجربہ کرا کر اثر تعلیم کا مشاہدہ کرتا ہے ظاہر ہے کہ استاد اگرد نہیں بن جاتا ہے۔ اسی طرح حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جو تمام مخلوق رب سے افضل ہیں اپنے مفضول سے افضل ہی رہیں گے اور اثر تعلیم کے مشاہدہ سے مفضول نہیں بن گئے۔ اس پر مزید یہ بھی ظاہر ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ارسلت الی کافۃ الخلق یعنے میں تمام مخلوق کا رسول بنایا گیا ہوں۔

اس حدیث کے موافق حقیقت میں بات یوں ہے فرشتوں کو پہلے سکھاتے ہیں پھر ان سے جبریل امین، انسانوں کو عملی طور پر مشاہدہ کرا کر سمجھا دیتے ہیں۔ اور انسانوں کے لئے اس میں من جانب اللہ ہونے کی دلیل ہے۔ ہذا ما عندی واللہ اعلم

پھر اس حدیث میں جبرائیل سے بعض حضرات نے دو دن کی نمازوں میں حضرت جبریل امین علیہ السلام کا امامت کرنا اور ہمارے آقا و مولا حضرت جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا مقتدی بننا روایات مختلفہ سے ثابت کر کے بعض حضرات نے مفترض (فرض پڑھنے والے) کو متنفل (نماز ادا کرنے والے) کی اقتداء کرنا جائز قرار دیا ہے۔ لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ اس میں دو احتمال ہیں۔

اول یہ کہ جبریل امین علیہ السلام کی نماز کو نماز نفل قرار دیا جائے۔ تو حضور علیہ السلام کی نماز مبارک بھی عجب نہیں کہ ابھی حیثیت نافلہ ہی رکھتی ہو کہ فرضیت کا حکم معلق بہ تعلیم نماز ہو۔

پس یہاں تک کی تقریر میں بھی دو صورتیں بن گئی ہیں کہ اگر دونوں کی نماز بحیثیت فرض تھی تو مفترض کی نماز مفترض کی اقتداء میں ہوئی۔ اور اگر امام یعنے جبریل علیہ السلام کی نماز فرض تھی اور حضور علیہ السلام کی نماز نفل تو متنفل کی نماز مفترض کی اقتداء میں ہوئی۔ اور یہ دونوں صورتیں جائز ہیں بلکہ ہم جو شخص پہلے ظہر و عشاء وغیرہ کی نماز پڑھ چکا ہو اور جماعت حاضر ہو جائے تو امام کے ساتھ جماعت میں نفل نماز کی نیت سے شامل ہو جانے کا حکم دیا کرتے ہیں۔

ان دو صورتوں کے علاوہ جیسا کہ ابھی اوپر گذرا ایک صورت یہ بھی ہے کہ جبریل امین مامور بہ تبلیغ و تعلیم نماز ہوں اور نماز فی نفسہ ہر دو یعنے مقتدی و امام کی نفل ہی ہو نہ فرض پس یہ نماز نفل پڑھنے والے کی نفل پڑھنے والے کے پیچھے ہوئی۔ اور ظاہر ہے کہ کئی نمازیں جو فرض نہیں ہیں ہم جماعت سے ادا کرتے ہیں متنفل کی نماز متنفل کے پیچھے درست ہو گئی۔

بعض مقامات میں ہمارے حضرات حنفیہ کرام کثیر ہم اللہ تعالےٰ کو اختلاف کراہت کا حکم دینے کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور وہ ان مقامات میں قابل بحث و تمحیص ہے۔ ورنہ نماز تراویح۔ نماز استسقاء نماز کسوف و خسوف اور دیگر کئی ایک نمازیں جو محض نفل ہیں جماعت سے ادا کی جاتی ہیں۔ اور علامہ عبد الحلیم محشی دور شرح مختصر نے اس کا جواز خوب واضح و روشن بیان فرمایا ہے محرر سطور عفا اللہ عنہ الغفور اسی کو پسند کرتا ہے ہذا ما عندی واللہ تعالےٰ اعلم۔

فائدہ

حدیث جبرائیل کو بعض حضرات نے مفسر ابھی روایت فرمایا ہے۔ جس میں دو دن کی نمازوں کا ادا کرنا پہلے دن

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

اول وقت اور دوسرے دن آخر وقت میں مروی ہوا ہے اس کے متعلق علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں کہا ہے کہ موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں کوئی لفظ ایسا نہیں جو اس زیادت کی نفی کرے۔ پس روایت امام مالک رضی اللہ عنہ کو شذوذ کی علت سے معلول نہ کیا جائے۔ واللہ اعلم۔

اور شمس الحق عظیم آبادی نے کہا ہے کہ پانچوں نمازوں کا دو بار پڑھنا بمعہ تفسیر اوقات کے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سنن ابوداؤد اور سنن ترمذی میں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنن دار قطنی میں اور عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے مصنف عبدالرزاق اور مسند ابن راہویہ میں اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنن ترمذی، نسائی، دار قطنی میں اور ابوسعید رضی سے مسند احمد میں اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مسند بزار میں اور ابن عمر رضی سے دار قطنی میں مروی ہوا۔ ان روایات سے جو شذوذ اسامہ بن زید کی روایت میں واقع ہوا تھا۔ تائید ہو کر یہ علت شذوذ دفع ہو گئی۔ اور اوقات کے اول آخر کی تعیین ہو گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (قال عروۃ حدثتنی عائشۃ رضی الخ

پھر حضرت عروہ ابن الزبیر کا حدیث عائشہ رضی کا پیش کرنا بھی انتہائی تاخیر (عصر) پر ہی انتباہ کے طور پر ہے نہ یہ کہ بالکل اول وقت میں عصر ادا کر لی جائے کیونکہ اس میں حجرہ مبارک کے اندر دھوپ کے موجود ہوتے ہوئے نماز کی ادائیگی کا بیان ہے پس یہاں جو بعض حضرات نے تعجیل عصر پر استدلال کیا ہے وہ غلط ہے چنانچہ علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں تعجیل پر کچھ دلالت نہیں کہ وہ حجرہ مبارکہ ہو سکتا ہے کہ قصیرۃ الجدار (چھوٹی دیواروں والا) ہو پس سورج کی دھوپ اندر سے نہ جاتی ہو مگر قریب غروب پر پس اس صورت میں یہ حدیث تاخیر عصر پر دلالت کرتی ہے نہ تعجیل پر اور یہ امر کہ حجرہ مبارکہ کی دیواریں چھوٹی تھیں ثابت و محقق ہے۔ چنانچہ بدائع میں لکھا ہے

واما حدیث عائشۃ فقد کانت حیطان حجرتھا قصیرۃ فتبقی الشمس طالعۃ فیھا الی ان تغیر الشمس

یعنے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا پس ان کے حجرہ مبارکہ کی دیواریں چھوٹی تھیں۔ پس سورج اس میں متغیر ہو جانے تک باقی رہتا ہے۔

صاحب اوجز المسالک نے یہاں بہت خوب بات کہی ہے اور وہ حق ہے کہ یہ ساری بحثیں تو اس صورت میں ہیں کہ ضو یعنی روشنی سے مراد عام روشنی جو اندر ہوتی ہے لی جائے ورنہ اگر وہ روشنی (اصل دھوپ) مراد لی جائے۔ جو دروازہ سے اندر جا کر پڑتی ہے تو ظاہر ہے کہ اس حجرہ مبارکہ کا دروازہ بہت پست تھا اور اس میں دھوپ کا جانا اس وقت متصور ہو سکتا ہے جب کہ سورج غروب کے بہت قریب ہو جائے۔ تو پھر ہی اندر زیادہ دھوپ دکھائی دے سکتی ہے۔ اور اس سے دھوپ کا چلا جانا عین غروب کے وقت ہو سکتا تھا۔ جیسا کہ اہل فہم و فکر پر مخفی و پوشیدہ نہیں۔

پس اس حالت میں یہ حدیث جبریل علیہ السلام انتہائی تاخیر پر دلالت کرتی ہے۔ لہٰذا سوائے تاخیر کے اور کسی امر پر اس سے دلیل نہیں لی جا سکتی۔ جیسا کہ مذکور ہوا اور محرر سطور عفا عنہ ربہ الغفور نے اپنی کسی دوسری تصنیف عمدۃ القاری۔ اوجز المسالک وغیرہ کتب معتبرہ کی عبارات سے مزین

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

کر کے اس کو تفصیل سے ثابت کیا ہے۔ اور پھر لفظ عصر خود بھی تاخیر کی طرف مشعر ہے جیسا حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے موطا میں فرمایا۔

قال بعض الفقہا انما سمیت العصر لانہا تؤخر

یعنی بعض فقہا نے فرمایا کہ عصر کے وقت کو اسی لئے عصر کا نام دیا گیا کہ وہ موخر کی جاتی ہے۔

بالجملہ معلوم ہوا کہ اس حدیث میں تعجیل عصر پر قطعاً حجت نہیں ہے اور اس کا صحیح وقت مستحب جو ہمارے حنفیہ کے ہاں ہے اس کی تفصیل آگے انشاء اللہ العزیز آئے گی۔ پس اس ساری حدیث میں جو تاخیر قابل زجر و تنبیہ ہوئی وہ بالکل وقت کے چلا جانے تک کی تاخیر پر ہے۔ یا سورج کے زرد ہو جانے کی حالت تک تاخیر کرنے پر ہے داول وقت سے تاخیر کرنے پر۔

پس وقت مکروہ جو زردی آفتاب کی حالت ہے تک تاخیر کر دینا جیسا کہ آگے تفصیل سے آئیگا وقت مستحب کا گذار دینا ہے اور یہ مذموم حرکت ہے۔ تو پھر کیا حال ہے آجکل کے ان نمازی حضرات کا کہ نہ وقت مستحب کا خیال رکھتے ہیں اور نہ نماز کی حقیقی ادائیگی کا۔

اے مولائے قدوس تو ہی صحیح نمازیں ادا کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمانے والا ہے تیری اپنی ذات کا ہی واسطہ عرض کرتا ہوں کہ اس کوتاہی سے اپنی پناہ میں رکھ۔

بقیہ - ہمارا حقیقی مصلح کون ہے؟

بہت جلد سرایت کر جانے والا مرض ہے کسی دانا کا قول ہے

لَا تُعَانِ اصْلَاحَ مَنْ قَوِیَ فَسَادُہٗ فَیُحِیْلُکَ اِلٰی فَسَادِہٖ قَبْلَ اَنْ تُحِیْلَہٗ اِلٰی صَلَاحِکَ

(ترجمہ) اس شخص کی اصلاح کی کوشش نہ کرو جس کے اندر برائیاں جڑ پکڑ چکی ہوں۔ اس لئے کہ قبل اس کے کہ تم اس کو اپنی اصلاح کی طرف لے آؤ۔ وہی تمکو اپنی برائیوں کی طرف کھینچ لے گا۔

۷۔ بزرگوں اور نیک لوگوں کی ہمنشینی کو اختیار کرنا چاہیئے اور اپنے نفس کو ان کی روش پر چلانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

۸۔ جن لوگوں نے نفس امارہ کو اپنی ثابت قدمی سے شکست دی اور جن حضرات نے نفس کی مخالفت اسلام کے خلاف جذبہ پیدا کرنے پر کی ان کے کارہائے نمایاں پڑھتے رہنا چاہیئے اس لئے کہ اس سے روح کو طاقت ایمان و ایقان میں زیادتی کا مادہ اور اسوۂ حسنہ کے اختیار کرنے کی صلاحیت پیدا ہو گی۔

۹۔ اپنے نفس کی مخالفت کیلئے ایک تیز و ہشیار بنا رہنا چاہیئے اگر ذرا بھی ڈھیل دی گئی تو یاد رکھئے کہ فساد میں نہ صرف جری بلکہ وادی ضلالت کی اس طرح ہوا کھلائیگا کہ رہائی اور چھٹکارہ حاصل کرنا ناممکن ہو جائے گا۔

۱۰۔ بغرض استراحت جب بستر پر لیٹیں تو روزانہ ہر شب کو اپنے نفس کا محاسبہ کیجئے اور سوچئے کہ آپ نے کون سے بھلے اور نیک کام کئے اور کن کن برائیوں میں حصہ لیا۔ پھر دل میں یہ پختہ ارادہ کرنا چاہیئے کہ اس سے بھی بڑھ کر آئندہ نیکی اور کار خیر کرونگا اور برائیوں سے پوری جد و جہد کے ساتھ بچوں گا۔ اسی طرح روزانہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہیئے۔

اب میں اپنے پروردگار سے نہایت خلوص کے ساتھ دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان چیزوں کی توفیق عطا فرمائے جس سے ہم اپنے نفوس کی اصلاح اور پاکیزگی حاصل کر سکیں۔ ؎ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

یہ کلمات طیبات حضرت امیر ملت قدس سرہ نے ۱۹۴۲ء میں علی پور شریف جامع مسجد نور میں لیلۃ القدر کی مبارک شب کو بیان فرمائے۔ اور آپ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد کرم الٰہی صاحب المعروف ماسٹر صاحب نے ان کو قلم بند فرمایا۔

کلمات طیّبات

سرکار اعلیٰ حضرت امیر ملّت علی پوری برموقعہ شب لیلۃ القدر بمقام مسجد نور

خطبہ مسنونہ کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ محفل میلاد میں سلام و درود شریف سرکار دو عالم پر قیام کرکے (کھڑے ہوکر) پڑھنا عین عبادت ہے۔ اور قرآن شریف کے ارشادات باری تعالےٰ کے مطابق جائز ہے۔ فرمایا کہ قرآن پاک میں حکم ہے:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

فرمایا اس آیت شریف سے ثابت ہے کہ خداوند تعالےٰ جل شانہٗ اور اس کے فرشتے سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے ہیں۔ گویا سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتے درود شریف پہنچاتے ہیں۔ اور اہل ایمان کو حکم ہوتا ہے کہ تم بھی سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا کرو۔ کلمہ امر کا ہے۔ حکم ہے کہ درود شریف پڑھا کرو۔ اس طرح سرکار دو عالم پر درود شریف پڑھنا عین فرض اور عبادت ہے۔ مگر یہ فرض اہل ایمان کا ہے۔ اور ایمانداروں کے لئے حکم ہے کہ تم درود شریف سرکار دو عالم پر پڑھا کرو۔ پڑھتے رہا کرو۔ اور درود شریف سرکار دو عالم پر پڑھنا اللہ تعالےٰ جل شانہٗ اور اس کے فرشتوں اور مقرب فرشتوں کا عمل ہے۔ جب درود شریف کا پڑھنا عین عبادت ہوا تو اب درود شریف کو کھڑے ہوکر (قیام میں) بیٹھ کر (قعود میں) یا لیٹ کر (جنوبیم) پڑھنا بھی قرآن پاک کی صحیح نص سے ثابت ہے۔ جن سعید روحوں کو خداوند تعالےٰ نے عقل سلیم اور نور ایمان عطا کیا ہے۔ وہ دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ درود شریف بموجب حکم ربانی عین عبادت ہے۔ خواہ کھڑا ہوکر پڑھا جائے۔ خواہ بیٹھ کر۔ خواہ لیٹ کر۔

ارشاد فرمایا۔ کہ میں (سرکار علی پوری) ایک دفعہ امرتسر میں مولوی غلام رسول صاحب مرحوم کے پاس (تشریف فرما)

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

بیٹھا تھا۔ کہ ایک مولوی جو غیر مقلد تھا آگیا۔ اور مولوی غلام رسول صاحب مرحوم سے سوال کیا کہ محفل میلاد میں سلام و قیام کا جواز کہاں سے ہے۔ پیشتر اس کے کہ مولینا صاحب جواب دیتے۔ میں نے (سرکار علیپوری) کہا۔ کہ مولوی صاحب اگر اجازت ہو تو میں اس کا جواب دے دوں۔ چنانچہ مولوی صاحب کے ارشاد کے بموجب میں نے (سرکار علی پوری نے) کہا کہ قرآن پاک میں حکم ہے

فاذا قضیتم فاذکروا اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبکم (پ۵)

اور دوسری جگہ حکم ہے۔

یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبھم (پ۴)

ان ہر دو آیات قرآنی کے مطابق اللہ تعالیٰ کا ذکر عبادت کھڑے ہو کر (قیام میں)، بیٹھ کر (قعود میں)، لیٹ کر (جنوب میں) کرنا جائز ہے۔ درود شریف کا پڑھنا عین عبادت ہے۔ اور عبادت بموجب آیات مندرجہ بالا کے کھڑے ہو کر۔ بیٹھ کر۔ لیٹ کر کرنی جائز ہے۔ پس ان ہر دو آیات اور ان کا ترجمہ سن کر وہ مولوی دم بخود ہو گیا اور اٹھ کر چلا گیا۔

اسی طرح ایک دفعہ (سرکار علیپوری) میں لاہور بمقام مسجد پٹولیاں میں میاں چٹو چکڑالوی آیا اور اس وقت ایک مولوی صاحب لولاک سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل بیان فرما رہے تھے۔ اور کہہ رہے تھے کہ یہ سب کائنات سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خاطر پیدا کی گئی۔ میاں چٹو نے کہا۔ یہ غلط ہے۔ اتنے میں (سرکار علی پوری) میں بھی آگیا۔ تو میاں چٹو نے کہا کہ شاہ صاحب بھی آپ کے ہی ہم عقیدہ ہونگے۔ جب مسئلہ متنازعہ کا علم ہوا۔ تو میں نے کہا مولوی صاحب میں اس کا جواب دیتا ہوں

چنانچہ ارشاد فرمایا کہ لولاک لما خلقت الافلاک حدیث شریف ہے مگر میاں چٹو چکڑالوی تو حدیث کا منکر تھا۔ اس لئے ارشاد فرمایا کہ سرکار دو عالم تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔ اس لئے تمام جہان ان ہی کی خاطر پیدا کئے گئے۔ جیسا کہ قرآن میں حکم ہوا

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

تمام دنیا و مافیہا اسی رحمت عالم کے طفیل پیدا کیا گیا۔ اور اسی کی رحمت سے قائم ہے۔ اور دوسری جگہ قرآن شریف نے سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام اہل ایمان پر احسان فرمایا ہے۔

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلو علیھم اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین

پس میاں چٹو صاحب دم بخود ہو کر چلے گئے۔ ارشاد فرمایا۔ درود شریف پڑھنا عین عبادت ہے۔ اور سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں اور سلام و قیام مجلس میلاد عین عبادت اور جائز ہے۔

بقیہ۔ رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ

ہے۔ جریری نے کہا جو کمتر درجہ کیساتھ راضی ہوا اللہ تعالیٰ اس کو بے نہایت بلند کرتا ہے۔ ابو تراب نخشبی نے کہا وہ شخص رضا کو نہیں پا سکتا جس کے قلب میں تھوڑی سی بھی دنیا کی قدر ہو حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعری کو اپنے ایک مکتوب میں لکھا کہ تمام بھلائی رضا میں ہے اگر تو طاقت رکھتا ہے تو راضی ہو ورنہ صبر کر کہا گیا ہے کہ عتبۃ الغلام ساری رات بیدار رہا اور یہ کہتا رہا الٰہی اگر تو مجھ کو عذاب دے تو میں تیرا دوست ہوں اور اگر تو میرے

بقیہ صہ ۱۲ پر

www.marfat.com

bakhtjar2k@gmail.com

انجم وزیر آبادی

نعت

ہے آنکھ وہ کہ جس کو تیری جستجو رہے
ہے دل وہی کہ جس میں تیری آرزو رہے

آنکھوں میں اشک۔ لب پہ گناہوں کا اعتراف
اے رحمتِ تمام میری آبرو رہے

کہتے رہے ہیں جان تیرے نام پر فدا
موجود جانثار تیرے چار سو رہے

جنت کی آرزو ہے نہ حوروں سے ہے غرض
مولا درِ حبیب میرے روبرو رہے

بندہ خدا کا احمدِ رسل کا ہوں غلام
منکر نکیر یاد میری گفتگو رہے

زیبا ہے اس کو گنبدِ خضرا کی آرزو
جس کی نگاہ آٹھ پہر باوضو رہے

وجد آ رہا ہے مجھ کو ثنائے رسولؐ پر
انجم تمام عمر یہی گفتگو رہے

نعت

انجم وزیر آبادی

دکھا دے خدایا مدینے کا منظر
وہ مسجد نبیؐ کی وہ محراب و منبر

مشرف زیارت سے ہو جائے احقر
میرا بخت ہو جائے بختِ سکندر

بڑھی جیسے جیسے محبت نبیؐ کی
مہ و مہر بن بن کے چمکا مقدر

جہاں سے گداؤں کو ملتی ہے شاہی
حبیبِ خدا کا ہے لاریب وہ در

ہے مقصد یہی زندگانی کا انجم
کہ عنوانِ ہستی ہو عشقِ پیمبرؐ

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

مکتوبات

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱) سرور دو جہاں صلے اللہ علیہ وسلم کے عمل دو قسم پر ہوتے تھے۔ ایک بطریق عبادت۔ دوم بر سبیل عادت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جو عمل عبادت کے طور پر ہوتے تھے ان کے مخالف عمل کو بدعت منکر (واجب المنع) سمجھتا ہوں اور اس کی مخالفت اور بندش میں بہت زیادہ جدوجہد کرتا ہوں کیونکہ دین میں ایجاد یہی ہے جو مردود ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو افعال بر سبیل عادت ہوتے تھے۔ ان کے مخالف عمل کو بدعت منکر نہیں سمجھتا کیوں کہ یہ عمل دین سے متعلق نہیں ہے۔ ان کا وجود و عدم عرف کی سبب سے تھا دین اور ملت کے سبب سے نہیں اور عرف و رواج ایک شہر کا دوسرے شہر کے رواج سے مختلف ہوا کرتا ہے اور ایک شہر میں بھی زمانوں کے تفاوت سے عرف و عادات میں تفاوت واقع ہو جایا کرتا ہے۔ مگر اس کے باوجود اس قسم کی سنت کی پاسداری اور ایسی سنتوں پر عمل بھی بہترین نتیجہ پیدا کرتا ہے۔

اتباع سنت کے بغیر ریاضت بیکار ہے۔

فرزندا۔ روز فردا یعنی قیامت میں کام آنے والی چیز اتباع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ صوفیا کے حال۔ وجد علوم و معارف رموز و اشارات اگر اس متابعت اور اتباع کے موافق ہوں بہت بہتر ورنہ سراسر خرابی اور عتاب ربانی کا سرمایہ ہیں۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ کو کسی شخص نے خواب میں دیکھا ان کی حالت دریافت کی حضرت جنیدؒ نے جواب دیا "سارے رموز و اشارات ختم ہو گئے۔ جملہ علوم و معارف ہیچ ثابت ہوئے۔ صرف ان چند رکعتوں نے کام دیا جو درمیان شب میں پڑھ لیا کرتا تھا۔

لہٰذا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء راشدین کے نقش قدم پر چلنے کو ضروری سمجھو کیوں کہ یہ برکت اور سراسر برکت ہے۔ اور شریعت رسولؐ کی مخالفت سے پوری پوری احتیاط برتو۔ نہ قولاً مخالفت ہو نہ عملاً نہ اعتقاداً کیوں کہ یہ مخالفت سراسر نحوست و بربادی ہے۔

راز یہ ہے کہ جو فعل شریعت کے موافق ہوگا وہ خداوند عالم کو پسند ہے جس کی سند آپ کے پاس موجود ہے اور اس کے ماسوا ناپسند۔

ہر چہ گیرد علتی علت شود
کفر گیرد کاملے ملت شود

مثلاً حجر اسود کو بوسہ دینا بظاہر کفر ہے مگر ایک کامل یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے لہٰذا فرض ہے۔

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

مختصر یہ کہ تمام عبادتوں کا سرمایہ اتباع سنت ہے اور جملہ خرابیوں کا ہیولا مخالفت شریعت۔

اتباع سنت ہی سلوک و طریقت ہے

جو اعمال باری تعالےٰ عزوجل کے قرب سے بہرہ ور کرتے ہیں۔ وہ فرائض ہیں یا نفل۔ فرائض کے مقابلہ میں نوافل کی کوئی حیثیت نہیں۔ کسی فرض کو وقت میں ادا کر دینا ہزار سالہ نوافل سے بہتر ہے خواہ نیت کتنی ہی خالص ہو۔

منقول ہے کہ ایک روز امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے صبح کی نماز کے بعد حاضرین جماعت پر نظر ڈالی تو آپ نے اپنے ایک دوست کو غیر حاضر پایا۔ دریافت کیا کہ وہ صاحب کیوں نہیں حاضر جماعت ہوئے۔ حاضرین نے عرض کیا کہ شب بیدار ہیں خیال یہ ہے کہ اس وقت سو گئے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ اگر تمام رات سوتے رہتے اور نماز صبح جماعت سے ادا کرتے تو یہ بہتر تھا لہٰذا کسی فعل مستحب کا لحاظ رکھنا اور مکروہ تحریمی تو درکنار اور مکروہ تنزیہی سے احتیاط رکھنا ذکر و فکر اور مراقبہ سے بدرجہا بہتر ہے۔

بدانند کہ رتبہ نماز در رنگ مرتبہ رویت است در آخرت، نہایت قرب در دنیا نماز ست و نہایت قرب در آخرت در عین رویت است و بدانند کہ سائر عبادات وسائل اند برائے نماز و نماز از مقاصد است۔

ترجمہ۔ جان لو کہ دنیا میں نماز کا مرتبہ آخرت میں دیدار الٰہی کی طرح ہے۔ دنیا میں خداوند عالم سے انتہائی قرب نماز میں حاصل ہوتا ہے۔ آخرت میں دیدار الٰہی کے وقت اور یہ بھی یاد رکھو کہ تمام عبادات نماز کے ذرائع و وسائل ہیں اور نماز مقصود ہے۔

نفس کشی صرف اتباع سنت سے ہوتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی بعثت اور تکلیفات شرعی کا مقصود اور حکمت نفس امارہ کی تعجیز و تخریب ہے۔ خواہشات نفسانی کو ہٹانے اور دفع کرنے کے لئے احکام شرع وارد ہوئے ہیں۔

مکروہ کو مستحسن جاننا بہت بڑا گناہ ہے کہ حرام کو مباح اور جائز جاننا کفر تک پہنچا دیتا ہے تو مکروہ کو ثواب سمجھنے میں ایک درجہ اور بعد ہوا ہے کہ جائز کی بجائے اس کو ثواب قرار دیا جائے۔

نماز اسلام کا رکن دوم ہے اور جامع عبادات ہے اس جامعیت کے سبب یہ ہی کل اور مجموعہ عبادات کا حکم رکھتی ہے۔ اور تمام نیک کاموں سے بلند اور بالا ہے دیدار خداوندی کی دولت سرور کائنات کو شب معراج میں حاصل ہوئی اور اس کے بعد دیدار خداوندی کی دولت اس عالم کی مناسب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو نماز میں میسر ہوتی تھی۔ اس ہی لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الصلوٰۃ معراج المومنین (یعنی نماز مومنین کی معراج ہے) اور فرمایا قرۃ عینی فی الصلوٰۃ (یعنی نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

بقیہ۔ رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ

اوپر رحم فرمائے تو میں تیرا دوست ہوں۔ بوعلی دقاق نے فرمایا انسان ایک ٹھیکری کی مانند ہے اگر وہ ٹوٹ جائے تو کوئی ڈر نہیں اسی طرح اگر انسان پر اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہو کر اس کو ٹھیس پہنچائے تو انسان کو بھی اس میں مضائقہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

باب الاولیاء

حق ہمسایہ

حضرت سید احمد الحرب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید احمد الحرب رحمۃ اللہ علیہ سلف صالحین میں امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔ آپ کے فیوض و برکات سے سیکڑوں خاص و عام مستفیض ہوئے۔

آپ کے دولت خانہ کے قریب بہرام نامی ایک متمول آتش پرست رہتا تھا جس کا تجارتی کاروبار دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ وہ متمول اور کثیر تعداد کے سبب نہیں بلکہ خوش خلقی اور جود و سخا کے سبب خاص و عام میں ہر دلعزیز تھا۔

ایک مرتبہ قزاقوں نے اس کے تجارتی قافلے کو لوٹ لیا اور قتل و غارتگری سے ہزاروں کا نقصان پہونچایا۔ اس کی اطلاع ملنے پر حضرت موصوف حق ہمسایہ ادا کرنے اور نقصان کثیر پر صبر کی تلقین کرنے اس کے مکان تشریف لیگئے۔

بہرام نے جونہی حضرت کو دیکھا دوڑ کر باہر آیا اور آستین بوسی کے بعد گھر میں لیجا کر اپنی مسند پر جگہ دی اور ماحضر قبول کرنے کی درخواست کی۔

حضرت - یہ میرے کھانے کا وقت نہیں اس لئے معافی کا خواستگار ہوں۔ آپ کے کثیر نقصان کی خبر ملنے سے تسکین و دلاسا دینے اور صبر کی تلقین کرنے حاضر ہوا ہوں

بہرام - اس زحمت کا بدل مشکور ہوں ؎

وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

بہرام - اس نقصان کا مجھے کوئی رنج و ملال نہیں بلکہ اس کے تلف ہو جانے سے مجھ پر بہت شکر واجب ہوئے ہیں۔

حضرت - (حیرت سے) نقصان کثیر اور شکر - یہ کیا معمہ ہے؟

بہرام - ہاں اس میں کوئی مبالغہ نہیں حقیقت ہے۔ پہلا شکر اس لئے کہ وہ تلف شدہ مال میرا تھا کسی اور کا نقصان نہیں ہوا۔ دوسرا یہ کہ نصف سرمایہ کا نقصان ہوا۔ اگر سب تلف ہو جاتا تو کیا کرتا۔ تیسرا یہ قزاق دنیا لے گئے میرا ایمان تو سلامت رہا۔ پھر دنیا کے نقصان کا ملال ہی کیا۔ یہ آتی بھی ہے اور جاتی بھی۔

حضرت نے مسرت ظاہر کرتے ہوئے فرمایا آپ تو بڑے دور اندیش۔ سیر چشم اور صاحب فہم و ذکا ہیں پھر آتش پرستی میں کیوں عمر ضائع کر رہے ہیں۔

بہرام - ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اس کو رات دن روشن رکھنے سے اگر ہم کو گناہوں کے سبب سزائے جہنم تجویز کی جائے تو یہ رعایت ملحوظ رکھے گی۔

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

حضرت:۔ کیا تم کو اس کا یقین ہے کہ یہ حسن ظن مبنی بر حقیقت ہو سکتا ہے۔ وہ تمہارے ساتھ کوئی رعایت ملحوظ رکھیگی یا نہیں اس کا تجربہ بڑی آسانی سے ہو سکتا ہے۔ تقریباً پچاس برس سے تم اس کی پرستش کر رہے ہو اور میں نے اس کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ آؤ ہم تم دونوں اس آتشکدہ میں اپنے ہاتھ ڈالیں۔

بہرام۔ جانتے بوجھتے ہوئے دہکتی ہوئی آگ میں ہاتھ ڈالنے کی ہمت نہیں ہوتی۔

حضرت۔ اچھا یہ بتاؤ ہر کس و ناکس کسی بادشاہ یا فرمانروا کے حکم کی تعمیل کیوں کرتا ہے۔؟

بہرام۔ رعب حکومت کے سبب۔

حضرت۔ فرمانبرداری کی تین صورتیں ہیں۔ خوف۔ لالچ محبت۔ جو اطاعت خوف پر مبنی ہو وہ محض نمائشی ہو گی کیونکہ بجبر و اکراہ تعمیل کی جائے گی۔

جو لالچ کے سبب ہو وہ حصول غرض پر مبنی ہو گی۔ جب مطلب برآری ہو جائے اور نفع مزید کی امید منقطع ہو جائے تو یہ بھی باقی نہ رہے گی۔ لیکن محبت کے سبب جو کسی کا مطیع و فرمانبردار ہو اس میں خلوص ہو گا اور کوئی غرض وابستہ نہ ہو گی۔ چنانچہ بادشاہ کی محبت محض خوف یا رعب کی وجہ سے کیجائے گی تو وہ نتیجہ بخش اور سرخروئی کا موجب ثابت نہیں ہو سکتی۔ البتہ اس کے عدل و انصاف۔ بذل و نوال۔ دستگیری و رعایا نوازی کی وجہ سے جو حکم کی تعمیل ہو گی وہ خلوص و محبت پر مبنی ہونے سے مقبولیت و حصول قرب کا ذریعہ ثابت ہو گی۔

اب تم بتاؤ جو آتش پرستی میں عمر ضائع کر رہے ہو وہ کس بنا پر ہے خوف خطر یا سود ہے کہ وہ اپنے اختیارات سے کسی کو جلا سکتی ہے اور نہ جلنے سے کسی کو بچا سکتی ہے۔ نہ ضرر رسانی پر اس کو قدرت حاصل ہے اور نہ نفع بخشی اس کے اختیار میں ہے۔ اگر اس کی پرستش کا دارومدار محبت پر ہے تو بالطبع اس سے کسی طرح محبت بھی نہیں ہو سکتی۔

بہرام۔ ہمارے آباؤ اجداد سب اس کی پرستش کرتے چلے آئے ہیں۔

حضرت:۔ عبادت کی غرض و غایت پر غائر نظر ڈالنے سے واضح ہو گا کہ معبود ایسا ہو جو پرستار کی حاجت برآری کر سکے۔ مصیبت میں معین اور دست گیر ہو مشکلات دور کر سکے۔ غور کرو ایسی ذات والاصفات صرف اللہ کی ہے جس نے ہمکو پیدا کیا۔ ہماری پرورش کا ماں باپ کے ذریعے انتظام کیا۔ عزت۔ صحت۔ دولت اور عقل و فراست کی نعمتوں سے سرفراز کیا۔ وہی ہر صورت میں حاجت روائی کرتا ہے۔ مصیبتوں کو ٹالتا ہے۔ اس لحاظ سے کیا اس کی اطاعت و فرمانبرداری کا مقصد فکر و امتنان کا عملی ثبوت نہیں۔

بہرام۔ میرے چار سوال ہیں۔ اگر آپ ان کا تشفی بخش جواب دیں تو ممکن ہے کہ اسلام کی طرف مائل ہو جاؤں۔

حضرت۔ فرمایئے وہ کیا سوالات ہیں۔

بہرام۔ (۱) اللہ نے یہ دنیا اور ساری مخلوقات کیوں پیدا کی ہیں؟۔

(۲) خود ہی سب مخلوق کا کفیل و روزی رساں کیوں ہے۔

(۳) کھلا پلا کر تر و تازہ کرنے کے بعد پھر مارتا کیوں ہے۔

(۴) مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے سے کیا حاصل؟

حضرت:۔ (۱) اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے زمین و آسمان اور

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

کائنات انسانی ضرورتوں کی تکمیل اور آسایش و اطمینان سے زندگی گذارنے کے لئے پیدا کی۔ تاکہ ان تمام جانداروں اور بیجان چیزوں سے متمتع ہو کر مالک کے بیشمار احسانات کو پیش نظر رکھتے ہوئے سر اطاعت خم کر دے۔ تاکہ شکر گذاری کے سبب نعمتوں میں زیادتی ہو۔

۲) رزق کا کفیل وہ خود اس لئے ہے کہ شان علم و کرم ظاہر ہو۔ یہ کام کسی اور کو تفویض ہوتا تو وہ صرف فرمانبردار اور اطاعت گذار مخلوق کو روزی تقسیم کرتا اور سرکش و نافرمان محروم رہتے۔ دیگر مخلوقات کو نظر انداز کرتے ہوئے انسان ہی کی زندگی پر نظر ڈالو کہ ضلالت و گمراہی کے ساتھ کیسے کیسے مظالم اور کس درجہ حیا سوز حرکات کرتا ہے۔ اس کے باوجود رزق سے قطعاً محروم نہیں رہتا۔

۳) لوگ دنیا کی بے ثباتی اور انجام تلخ کو پیش نظر رکھتے ہوئے نیکی کی طرف مائل ہوں۔ اور زاد راہ آخرت کی ممکنہ کوشش کرتے رہیں کہ دنیا اور دنیا کی ساری چیزیں زندگی تک ہی ہیں۔ دم نکلتے ہی سب یونہی دھری رہ جائینگی۔ اور مرنے والے کو خالی ہاتھ دنیا سے جانا پڑیگا۔

ہمارے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا انسان کو بالطبع اپنے مال سے زیادہ محبت ہوتی ہے یا پرائے کی چیز سے۔ صحابہ نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ ہر شخص کو اپنے مال و جائداد سے محبت ہوتی ہے۔ تو پھر ارشاد فرمایا گیا۔ جو کچھ تم نیک کاموں میں اللہ کی خوشنودی کے لئے خرچ کروگے۔ وہ تمہارا مال ہے کہ اس کا اجر و ثواب تم کو ملیگا۔ اور جو کچھ مال و دولت تم دنیا میں چھوڑ جاؤ وہ غیروں کا مال ہے کہ تمہارے کام نہ آئے گا۔ اس لئے عاقبت کی فکر سے غفلت نہ کرنا کہ وہاں حسرت و ندامت کا سامنا ہوگا۔

(۴) حیات بعد الموت۔ صرف قدرت کاملہ کا اظہار ہے کہ جو خالق کائنات پیدا کرنے اور مارنے کی قدرت رکھتا ہے وہ دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ علاوہ ازیں جس طرح دنیوی حکومتیں مطیع و منقاد رہنے والوں کو انعام و اکرام سے سرفراز کرتی ہے۔ اور سرکش و نافرمان سزا کے مستحق قرار دیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح جو مبارک ہستیاں دنیا میں ایمان اور عمل خیر کے ذریعہ مالک کائنات کی رضا جوئی اور خوشنودی حاصل کرنے میں عمر گذارتی ہیں ان کو انعام و اکرام سے سرفراز کرتا اور معصیت شعار باطل پرستوں کو ان کے اعمال بد کی سزا دینا دستنائے عدل ہے

بہرام خاموشی کے ساتھ اٹھ کر آتش کدہ کی طرف گیا اور ایک بڑا دہکتا ہوا انگارا اٹھا لایا اور مسکراتے ہوئے کہا اگر آپ کا دین برحق ہے تو اس پر اپنا ہاتھ رکھئے۔

حضرت نے بلا تامل اس کو اپنے ہاتھ پر رکھ لیا اور اتنی دیر تک رہنے دیا کہ وہ خود بخود ٹھنڈا ہو گیا۔ مگر دست مبارک پر کہیں داغ بھی نہیں لگا۔

بہرام اللہ والے بزرگ کی یہ کرامت دیکھ کر مشرف باسلام ہوا۔ حضرت نے اظہار مسرت کرتے ہوئے فرمایا۔ الحمد للہ کہ آج حق ہمسایہ ادا ہو گیا۔

بقیہ۔ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ

آپ کے قبیلہ کے لوگ آئے تو قریش بھاگ گئے بیہوش کی حالت میں اٹھا کر آپ کو گھر لایا گیا۔ آپ سارا دن بیہوش پڑے رہے۔ لوگوں کو گمان ہوا کہ آپ انتقال کر گئے۔ آخر آپ کو جب رات کے وقت ہوش آیا تو پوچھا حضرت محمدؐ کا کیا حال ہے۔ پھر آپ مکڑی کے سہارے اٹھے اور چل کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ کے قدموں پر گر گئے اور کہا شکر ہے کہ آپ سلامت ہیں۔

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

ہمارا حقیقی مصلح کون ہے؟

انسان کے نزدیک اس کے نفس سے زیادہ کونسی چیز زیادہ عزیز ہو سکتی ہے؟ کون ہے جسے انسان اپنی ذات سے بھی زیادہ اپنے لطف و کرم، فضل و انعام کا زیادہ مستحق قرار دے سکے؟ کس کی ہستی ہے جسے انسان اپنے نفس سے بھی زیادہ اپنا خیر خواہ اور ہمدرد سمجھے؟

یقیناً انسان کا نفس ہی خود اپنا آپ بہترین ہمدرد سچا خیر خواہ اور مخلص ہمنوا ہے۔ ہاں اس کا انکار نہیں کہ شفیق باپ کی قیمتی نصیحتیں، مخلص بھائی اور سچے دوست کی ہمدردانہ باتیں، مرشد صادق کی بزرگانہ ہدایات کسی نیک دل خطیب اور اصلاح پسند واعظ کے ناصحانہ کلمات بھی کارگر ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ آپ ان پر توجہ کریں۔ ارادت و عقیدت کے ساتھ ان پر دھیان دیں۔ دل سے سنیں اور محفوظ رکھیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کی تعمیل کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں۔ اور ان کی بجا آوری کے لئے نفس کو آمادہ رکھیں لیکن ساتھ ہی یہ حقیقت بھی نظر انداز نہیں کی جا سکتی۔ کہ ان تمام مذکورہ بالا حضرات کی خیر خواہانہ و ہمدردانہ باتوں کے متعلق کوئی نہ کوئی پہلو خود اپنی غرض مندی یا کسی نوع کی سوء ظنی کا بھی پیدا کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً باپ کے متعلق آپ کو گمان ہو سکتا ہے کہ ان کی ساری نصیحتیں، خیر خواہیاں محض اس لئے ہیں کہ آپ ان کے حق میں ان کے لائق فرزند، سعادتمند اور فرمانبردار اولاد ثابت ہوں۔ اور اسی طرح کسی غلطی پر اپنے بھائی یا دوست کے ٹوکنے کو ان عیب جوئی و عیب بینی اور خواہ مخواہ کی فضیحتی پر محمول کر سکتے ہیں۔ نیز خطیب مرشد اور واعظ کی ہدایتوں کے متعلق بھی یہ خیال کر کے لاپرواہی برت سکتے ہیں۔ کہ ان لوگوں کی باتیں صرف دوسروں ہی کیلئے ہوتی ہیں، اوروں کو یہ لوگ بھلائی اور نیکی کی تعلیم دیتے ہیں لیکن خود کو بھول جاتے ہیں۔ پس ان نصیحت کرنے والوں کے متعلق آپ کے دل میں اس قسم کے شبہات کا پیدا ہو جانا ان ناصحین کے مقاصد میں مخل ہو گا۔ اور کبھی آپ وہ راہ اختیار نہیں کر سکتے جس پر یہ لوگ آپ کو چلانا چاہتے ہیں۔

پس آیئے اب میں آپ کو آپ کے لئے ایسا مخلص ناصح بتاؤں جس کے اخلاص میں آپ کو ہرگز شک کی گنجائش نہ ہو۔ آپ اس پر ہر طرح کا اعتماد اور وثوق رکھتے ہوں، اور آپ کا اس کی بابت یہ اعتقاد ہو کہ یہ میرے حق میں سراپا خیر ہی خیر اور سعادت ہی سعادت ہے۔ اور اس کی جتنی نصیحتیں

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

ہوتی ہیں سب کی سب اخلاص پر مبنی ہیں۔ اس کی محبت حقیقی محبت ہے اور وہ میرا سچا خیر خواہ ہے پس سنئے وہ خود آپ ہی کی ذات اور آپ ہی کا نفس ہے، آپ کو چاہئے کہ اپنے نفس کی اصلاح کے لئے خود اپنے ہی نفس کو ناصح مرشد مصلح، واعظ، آمر و ناہی، ڈانٹنے والا، مدافعت کرنے والا بنائیں۔ وہ جس بھلائی کی طرف بلائے۔ اس کی اطاعت کرنی چاہیئے اور جن منکر باتوں سے باز رہنے کا حکم دے اس سے رک جانا چاہیئے اور اسی سے نصیحتیں حاصل کرنی چاہئیں اسی کو اپنا رہنما بنانا چاہیئے۔ کیونکہ سچا رہبر اور حقیقی مرشد وہی ہے کسی نے کہا ہے۔

مَنْ لَّمْ یَکُنْ لَّہٗ مِنْ نَفْسِہٖ وَاعِظٌ لَمْ تَنْفَعْہُ الْمَوَاعِظُ

جس شخص کا نفس خود اس کے لئے واعظ نہ ہو اس کے حق میں مواعظ نفع بخش ثابت نہ ہوں گے۔ شاید آپ نے دانشمند شاعر کا قول سنا ہو گا۔

لَا تَرْجِعُ الْاَنْفُسُ عَنْ غَیِّھَا
مَا لَمْ یَکُنْ مِنْھَا لَھَا زَاجِرٌ

انسان برائیوں سے باز نہیں رہ سکتا جب تک کہ خود اس کا نفس اسے اس سے باز نہ رکھے۔ دوسرا شاعر کہتا ہے ؎

مَا عَاشَ الْحُرُّ الْکَرِیْمُ کَنَفْسِہٖ
وَالْمَرْءُ یُصْلِحُہُ الْجَلِیْسُ الصَّالِحُ

کسی نیک طینت انسان کیلئے اس کا نفس ہی بہترین مصلح ہے اس لئے کہ وہ اس کا ہمنشین ہے"۔ اور ایک صالح ہمنشین آدمی کی پوری اصلاح کر دیتا ہے انسان اپنے لئے بہترین استاد، لائق مصلح۔ سچا ناصح اور عمدہ مرشد ہے اور وہی اپنے آپ کو اپنی برائیوں پر اچھی تنبیہ کر سکتا ہے۔ اور وہی اپنا سچا رازدار اور مونس ہے بشرطیکہ اس کی رازداری سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کیجائے۔

ہمیں اپنے نفسانی علاج کی طرف پیش قدمی کرنی چاہیئے اور ان تیر بہدف دواؤں کا استعمال بہت جلد کرنا چاہیئے جن کے ذریعہ ہم سے پہلے لوگوں نے اپنے اپنے نفوس کی اصلاح کی۔ پس ان کے نفوس درست اور ان کے قلوب صحیح ہو گئے۔ نفس کی اصلاح کے لئے مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔

(۱) جب ہم کسی میں کوئی اخلاقی عیب، یا نفسیاتی اور ادبی مرض دیکھیں تو اپنے نفس پر ایک غائر نظر ڈالیں کہ کیا ہم بھی اس عیب سے ملوث اور اس نقص و بیماری سے متاثر ہیں؟ اگر ہمیں ہمارا نفس ان عیوب و نقائص سے آلودہ نظر آئے۔ تو پوری کوشش اور کامل جد و جہد سے اپنے آپ کو ان کے ترک پر مجبور کرنا چاہیئے۔ اگر اللہ کے فضل سے ہم میں وہ بیماریاں نہ ہوں تو اس پر خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے مزید فضل و انعام کی توفیق طلب کرنی چاہیئے۔

(۲) اگر آپ کسی شخص میں خلق عظیم اور عادت کریمانہ محسوس کریں تو اپنے آپ پر بھی ایک غائر نظر ڈال کر دیکھیں کہ آپ کا نفس ان صفات حمیدہ کا حامل ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈی اور کلیجہ کو تر کیجئے۔ اور اگر خدانخواستہ آپ ان صفات کریمانہ سے خالی ہوں تو ان کو اپنے اندر پیدا کرنے کی تڑپ اور حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کیجئے۔ اور اس وقت تک دم نہ لیجئے۔ تاوقتیکہ وہ آپ کے اندر صحیح طور پر پیدا نہ ہو جائیں۔

(۳) آپ کے دشمن آپ کو جن جن چیزوں سے متہم اور جن جن نقائص کو جتا کر آپ کو شرمندہ کرتے ہیں۔

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

انھیں نہایت خندہ پیشانی اور وسعت صدری سے سن کر ان پر غور کیجئے۔ اور دیکھئے کہ آیا آپ کے اندر حقیقتاً وہ عیوب و نقائص پائے بھی جاتے ہیں یا نہیں؟ اگر آپ کا نفس ان عیوب کا شکار ہے تو آپ کو برہم اور رنجیدہ خاطر ہونے کے بجائے جلد از جلد ان کے ازالہ اور تدارک کے لئے سعی بلیغ سے کام لینا چاہیئے۔

۴۔ اور اپنے نفس کی نکتہ چینی نہایت شدت سے کرنی چاہیئے۔ اگر کوئی نقص معلوم ہو جائے تو اس سے درگذر اور اغماض نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ سختی سے اس پر کنٹرول کرنا چاہیئے۔ اور اس کے قلع قمع کرنے کیلئے کمربستہ ہونا چاہیئے۔ نیز توبہ و طلب مغفرت کے لئے عزم بالجزم کر لینا چاہیئے اسی کو اللہ نے بیان فرمایا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّھُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَا ھُمْ مُّبْصِرُوْنَ (پ ۹ ع ۱۴)

جو لوگ متقی ہیں اگر انھیں شیطان کے وسوسہ اندازی سے کوئی خیال چھو بھی جاتا ہے تو فوراً چونک اٹھتے ہیں۔ اور پھر (پردہ غفلت اس طرح ہٹ جاتا ہے گویا) اچانک آنکھیں کھل گئیں۔

اِنَّمَا التَّوْبَۃُ عَلَی اللّٰہِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَھَالَۃٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓئِکَ یَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا۔ وَلَیْسَتِ التَّوْبَۃُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰٓی اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْاٰنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَھُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ اَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝ (پ ۴ ع ۱۴)

ترجمہ:

البتہ یاد رہے کہ اللہ کے حضور توبہ کی قبولیت انھیں لوگوں کے لئے ہے۔ جو برائی کی کوئی بات نادانی و بے خبری میں کر بیٹھتے ہیں تو پھر فوراً توبہ کر لیتے ہیں (اور ان کا ضمیر اپنے کئے پر پشیمانی محسوس کرتا ہے) تو بلاشبہ ایسے ہی لوگ ہیں کہ اللہ بھی (اپنی رحمت سے) ان پر لوٹ آتا ہے اور یقیناً وہ سب کچھ جاننے والا اور (اپنے تمام احکام میں) حکمت رکھنے والا ہے! لیکن ان لوگوں کی توبہ توبہ نہیں ہے جو (ساری عمر تو) برائیاں کرتے رہے لیکن جب ان میں سے کسی کے آگے موت آکھڑی ہوئی، تو کہنے لگا اب میں توبہ کرتا ہوں۔ (ظاہر ہے کہ ایسی توبہ سچی توبہ نہ ہوئی) اسی طرح ان لوگوں کی توبہ بھی توبہ نہیں ہے جو دنیا سے کفر کی حالت میں جاتے ہیں۔ ان تمام لوگوں کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے (جو ان کو پاداش عمل میں پیش آئے گا۔

۵) اگر آپ کا نفس کبھی کسی برائی پر آمادہ کرے تو اس کی مخالفت کی کوشش کیجئے۔ اس طرح آپ کی قوت ارادیہ میں پختگی پیدا ہوگی اور جب آپ اپنے ارادہ پر غالب آجائیں گے تو نفس اور شیطان کو آپ کے گمراہ کرنے کا موقع ہاتھ نہ لگے گا۔

۶) بدکرداروں و بداخلاقوں، بے دینوں و بے عملوں کی صحبت، ان کی دوستی اور ہمنشینی سے حتی الامکان بچتے رہنا چاہیئے۔ اس لئے کہ بداخلاقی و بدعملی ایک

باقی ص ۲ پر

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

مولانا احمد رضا خاں قدس سرہٗ کی نعتیہ شاعری

دس پیسہ کے ٹکٹ بھیجکر مندرجہ ذیل پتہ سے حاصل کریں۔

حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کا علم و فضل ان کا جملہ علوم و فنون میں شمس آفتاب نیم روز کی طرح عیاں اور واضح ہے۔ آپ عشقِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے میدان میں بہت آگے اور دور نکل گئے۔ اتباع شریعت اور التزام سنت میں آپ کا پایہ بہت بلند اور اونچا ہے آپ کا ورع و تقویٰ آفتاب کی طرح تاباں ہے۔ آپ کا نعتیہ کلام آج ہر محفل میلاد میں پڑھا جاتا ہے۔ پڑھنے والے اور سننے والے سب ہی محظوظ و مسرور ہوتے ہیں۔ فن عروض اور شاعری کے اعتبار سے تو کوئی صاحب فن ہی بحث کر سکتا ہے۔ ہم تو صرف اتنا کہیں گے کہ جو کچھ بھی آپ نے کہا وہ خلوص اور عشق و محبت کی گہرائیوں میں ڈوب کر کہا۔ آپ کی شاعری کا کمال یہ ہے کہ آپ کا ہر شعر شریعت کے مطابق اور سنت رسول کا ترجمان ہے۔ عام دوسرے شاعروں کی طرح آپ کے قلم نے شرعی نقطہ نگاہ سے کسی مقام پر بھی لغزش نہیں کھائی۔ یہاں تک کہ سارے کلام میں یا محمد۔ یثرب نہیں آیا۔ زیر نظر صحیفۂ نورانی ملک شبیر محمد خاں صاحب اعوان نے ترتیب دیا ہے۔ اس میں انہوں نے آپ کے کلام اور آپ کی شاعری پر بڑا لطیف اور پاکیزہ تبصرہ کیا ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق جناب محمد مسعود صاحب گورنمنٹ کالج ٹنڈو محمد خاں۔ صوبہ سندھ رقمطراز ہیں

"فاضل مقالہ نگار محترم و مکرم ملک شبیر محمد خاں اعوان آف کالا باغ نے مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کی نعتیہ شاعری پر اپنے تاثرات کا اظہار فرمایا ہے۔ اس مقالے میں ہوش و خرد اور عقل و شعور سے زیادہ عشق و محبت کی کارفرمائی ہے ـــــ ملک صاحب نے تمہید میں عربی فارسی اور اردو نعت گو شعراء کا ذکر فرما کر مقالے کو زیادہ وقیع بنایا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں کا تعارفی خاکہ بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ نیز ان کی نعتیہ شاعری کے متعلق اپنے اور بیگانوں کی آراء بھی تحریر کر دی ہیں جس سے مولانا احمد رضا خاں کی ہمہ گیر مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ آخر میں کلام کے نمونے پیش کر کے اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے اور سیر حاصل تبصرہ کیا ہے۔ پیش نظر مقالہ ہر جہت سے پڑھنے کے قابل ہے۔ ملک صاحب نے اپنے اس مقالہ کا انتساب میرے محب مخلص اور برادر عزیز الحاج حافظ مظہر الدین جو جسم عشق رسول ہیں کے نام کی طرف کیا ہے۔

یہ مقالہ اس پتہ سے حاصل کریں۔ **مرکزی مجلس رضا**۔ نوری مسجد بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور۔

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

حسنِ معاشرت

آپس میں محبت اور ہمدردی اور اتفاق رکھنا اور معاملات یعنی لین دین وغیرہ میں اور معاشرت یعنی میل جول میں اس کا خیال رکھنا کہ میرے برتاؤ سے کسی کو یا میری بات سے کسی کو دھوکا نہ ہو اس کا نام حسن معاشرت ہے۔ یہ تین چیزیں ہوئیں مشورہ اتفاق، صفائی معاملہ و حسن معاشرت اور یہ تین چیزیں مستقل طور پر بھی مقصود ہیں یعنی ان کا الگ الگ حکم بھی ہے جیسا کہ آگے آنے والی آیتوں اور حدیثوں سے معلوم ہوگا۔ اور ایک کا دوسرے سے خاص تعلق بھی ہے۔ مثلاً مشورہ پر اسی وقت بھروسہ ہو سکتا ہے۔ جب مشورہ والوں میں باہم محبت و اتفاق ہو۔ اور محبت و اخلاق اسی وقت قائم رہ سکتا ہے جب ایک کو دوسرے سے کوئی نقصان یا کوئی تکلیف ظاہری یا باطنی نہ پہنچی ہو۔ اسی طرح دوسری طرف سے لو کہ کسی کو تکلیف یا نقصان سے بچانے کا خیال پورے پورے طور سے تب ہی ہو سکتا ہے جب اس سے محبت و ہمدردی ہو اور اتفاق سے محبت کی پوری ترقی اس سے ہوتی ہے کہ ایک دوسرے کو اپنے مشورہ میں شریک رکھے۔ اس خاص تعلق کی وجہ سے ان تینوں کو مثل ایک چیز کے قرار دے کر سب کا ساتھ ہی ذکر کیا جاتا ہے۔ اب ترتیب سے ایک ایک کا بیان کرتا ہوں۔

مشورہ۔ اس میں دنیا کا بھی فائدہ ہے کہ اس سے کاموں میں غلطی کم ہوتی ہے۔

(۱) سہیل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اطمینان کے ساتھ کام کرنا اللہ کی طرف سے ہے۔ اور جلدی کرنا شیطان کی طرف سے ہے۔

اور ظاہر ہے کہ مشورہ میں جلدی کا انسداد ہے اور یہ ان ہی امور میں ہے جس میں دیر کی گنجائش ہے اور دین کا فائدہ بھی ہے۔ کہ شریعت میں اس کی فضیلت آئی ہے۔

(۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے پیغمبر ان صحابہ سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجئے۔ پھر مشورہ لینے کے بعد جب آپ ایک جانب رائے پختہ کر لیں خواہ وہ ان کے مشورہ کے موافق ہو یا مخالف ہو تو خدائے تعالیٰ پر اعتماد کر کے اس کام کو کر ڈالا کیجئے۔ بیشک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے محبت کرتا ہے (آلِ عمران)

خاص خاص باتوں سے مراد وہ امور ہیں جن میں وحی نازل نہ ہوئی ہو اور مہتم بالشان بھی ہوں یعنے معمولی نہ ہوں۔ جیسے دو وقت کا کھانا وغیرہ

فرمایا اللہ تعالیٰ نے عام لوگوں کی سرگوشیوں میں خیر یعنی ثواب اور برکت نہیں ہوتی۔ ہاں مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ خیر خیرات کی یا اور کسی نیک کام کی

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

لوگوں میں باہم اصلاح کر دینے کی ترغیب دیتے ہیں اور اس تعلیم و ترغیب کی تکمیل و انتظام کے لئے تدبیریں و مشورہ کرتے ہیں۔ ان کی سرگوشی میں البتہ خیر یعنی ثواب و برکت ہے (نساء)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض اوقات مشورہ خفیۃً ہی مصلحت ہے۔

۴) فرمایا اللہ تعالےٰ نے اور ان مومن کا ہر کام جو قابل مشورہ ہو جس کا بیان اوپر آچکا ہے آپس کے مشورہ سے ہوتا ہے۔ (شوریٰ)

مشورہ پر مومنین کی مدح فرمانا مشورہ کی مدح کی صاف دلیل ہے۔

۵) انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ بدر میں جانے کے متعلق صحابہ سے مشورہ فرمایا (عین مسلم)

۶) میمون بن مہران سے روایت ہے کہ کسی مقدمہ میں حضرت ابو بکرؓ کو قرآن و حدیث میں حکم نہ ملتا تھا تو بڑے لوگوں کو اور نیک لوگوں کو جمع کر کے ان سے مشورہ لیتے جب ان کی رائے متفق ہو جاتی تو اس کے موافق فیصلہ فرماتے (عین حکمت بالوعن ازالۃ الخفاء البداری)

رائے کا متفق ہونا عمل کی شرط نہیں۔ (العذر علی القتال مانعی الزکوٰۃ مع اختلاف الجماعۃ)

۷۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے اہل مشورہ علماء ہوتے تھے خواہ بڑی عمر کے ہوں یا جوان ہوں۔

اخیر کی تین حدیثوں سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کا معمول تھا مشورہ لینے کا۔

۸) جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی سے مشورہ لینا چاہے تو اس کو مشورہ دینا چاہیئے۔ (عین ابن ماجہ)

اب مشورہ کے کچھ آداب ذکر کئے جاتے ہیں)

۹) کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی سفر کے کا ارادہ فرماتے تو اکثر دوسرے واقعہ کا پردہ فرماتے الخ۔ (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ جس مشورہ کا ظاہر کرنا مضر ہو اس کو ظاہر نہ کرنا چاہیئے۔

۱۰) جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجلسیں امانت کے ساتھ ہیں یعنی کسی مجلس میں کسی معاملہ کے متعلق کچھ باتیں ہوں ان کو باہر ذکر نہ کرنا چاہیئے۔ اس میں مجلس مشورہ بھی آگئی۔

(مگر تین مجلس الخ) (ابو داؤد)

ان تینوں مجلسوں کا حاصل یہ ہے کہ کسی کی جان یا مال یا آبرو لینے کا مشورہ یا تذکرہ ہو اس کو چھپانا جائز نہیں اور جب خاص آدمی کے ضرر کے شبہہ میں ظاہر کرنا گناہ ہے تو جس کے ظاہر کرنے میں عام مسلمانوں کا ضرر ہو اس کا ظاہر کرنا تو اور گناہ ہوگا۔

۱۱) حاتب بن ابی بلتعہ نے بدنیتی سے نہیں بلکہ غلط فہمی سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک ایسا ہی راز کفار مکہ کو پہونچا دیا تھا۔ اس پر سورۂ ممتحنہ کی شروع کی آیتوں میں تنبیہ کی گئی۔ (عین در منثور

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

از کتب حدیث۔)

بلکہ جس معاملہ کا بھی تعلق عام مسلمانوں سے ہو اگرچہ اس کے ظاہر کرنے میں کوئی نقصان بھی معلوم نہ ہوتا ہو تب بھی بجز ان کے جو عقل اور شرع کے موافق اس معاملہ کو ہاتھ میں لئے ہوئے ہے عام لوگوں کو اس کا ظاہر کرنا نہ چاہیئے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اس کے نقصان کی طرف اس شخص کی نگاہ نہ پہونچی ہو۔

۱۲) فرمایا اللہ تعالےٰ نے اور جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہونچتی ہے خواہ وہ امر موجب امن ہو یا موجب خوف ہو تو اس خبر کو فوراً مشہور کر دیتے ہیں۔ اس میں ایسے اخبار اور ایسے جلسے آ گئے۔ حالانکہ کبھی وہ غلط ہوتی ہے کبھی اس کا مشہور کرنا خلاف مصلحت ہوتا ہے۔ اور اگر بجائے خود مشہور کرنے کے یہ لوگ اس خبر کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رائے کے اوپر جو ان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں یعنی اکابر صحابہ ان کی رائے کے اوپر حوالے رکھتے، خود کچھ دخل نہ دیتے تو اس کو وہ حضرات پہچان لیتے جو ان میں تحقیق کر لیا کرتے ہیں۔ پھر جیسا یہ حضرات عملدرآمد کرتے ویسا ہی ان خبر اڑانے والوں کو کرنا چاہیئے تھا۔ (نساء)

اور اس آیت سے اکثر اخباروں کا خلاف حدود ہونا معلوم ہو گیا۔ البتہ جو اخبار حدود کے اندر ہوں ان کا مفید ہونا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

۱۳۔ ابن ابی ہالہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے حالات کی تلاش رکھتے تھے۔ اور خاص لوگوں سے پوچھتے رہتے کہ عام لوگوں میں کیا واقعات ہو رہے ہیں۔

(عین شمائل ترمذی)

۱۴۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور تمہارے امور میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا لحاظ کیا کرو۔ کہ کوئی کام خلاف شرع نہ ہو اور آپس میں نزاع مت کرو۔ ورنہ باہمی نااتفاقی سے کم ہمت ہو جاؤ گے کیونکہ قوتیں منتشر ہو جائیں گی۔ ایک کو دوسرے پر وثوق نہ ہو گا۔ اور اکیلا آدمی کیا کر سکتا ہے۔ اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ مراد اس سے بے رعبی ہے کیونکہ دوسروں کو اس نااتفاقی کی اطلاع ہونے سے یہ امر لازمی ہے (انفعال) اس میں نااتفاقی کی برائی اور اصل چیز اللہ و رسول کی اطاعت یعنے دین کا ہونا مذکور ہے۔

۱۷) ابو الدرداء رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی چیز کی خبر نہ دوں جو اپنے بعض آثار کے اعتبار سے روزہ اور صدقہ زکوٰۃ اور نماز کے درجے سے بھی افضل ہے لوگوں نے عرض کیا ضرور خبر دیجئے۔

آپؐ نے فرمایا وہ آپس کے تعلقات کو درست رکھنا ہے اور آپس کا بگاڑ دین کو مونڈ لینے والی چیز ہے۔ (ابو داؤد ترمذی)

اور جن باتوں سے اتفاق پیدا ہوتا یا اتفاق قائم رہتا ہے۔ یعنی آپس کے حقوق میں کوتاہی کرنا ان کا بیان گذر چکا ہے۔ صفائی معاملہ و حسن معاشرت جن لوگوں کو دین کا تھوڑا سا بھی خیال ہے وہ پہلی بات کا یعنے صفائی معاملہ کا تو کچھ خیال کرتے بھی ہیں اور مسائل نہ جاننے سے کچھ کوتاہی ہو جائے تو اور بات ہے

یا جو معاملہ

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

پیش آیا کرے اس کا حکم کسی عالم سے پوچھ لیا کریں۔ اور اگر خود کوئی خیال نہیں کرتا تو دوسرا شخص جس کا حق ہے وہ تقاضا کر کے اس کے کان کھول دیتا ہے۔ اس لئے اس کے لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ لیکن دوسری یعنی حسن معاشرت کا بہت سے دین دار لوگ بھی خیال نہیں کرتے بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ محض دنیا کا ایک انتظام ہے اس کا دین سے کچھ تعلق نہیں اس لئے اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ اس کے متعلق کچھ آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں۔

۱۸۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے اے ایمان والو تم اپنے خاص رہنے کے گھروں جس میں کسی دوسرے کے ہونے کا احتمال ہی نہیں۔ جیسے اپنا خاص کمرہ دوسرے گھروں جن میں دوسرے لوگ رہتے ہوں۔ خواہ مرد خواہ عورت خواہ محرم خواہ غیر محرم داخل مت ہو جب تک ان سے اجازت حاصل نہ کر لو۔ آگے فرمایا اور اگر اجازت لینے کے وقت تم سے یہ کہدیا جائے کہ اس وقت لوٹ جاؤ۔ تم لوٹ آیا کرو۔ اور یہی لوٹ آنے کا بخاری و مسلم کی حدیث میں حکم ہے۔

جب کہ تین بار پوچھنے پر اجازت نہ ملے (سورہ نور)

یہ مسئلہ اجازت چاہنے کا زنانہ اور مردانہ سب، گھروں کے لئے ہے اور اس میں تین حکمتیں ہیں۔ ایک یہ کہ گھر والے کے کسی ناجائز موقع پر نظر نہ پڑ جائے دوسرے یہ کہ کسی ایسی حالت کی خبر نہ ہو جائے جس کی خبر ہونا اس کو ناگوار ہے۔ تیسرے یہ کہ بعض اوقات دل پر گرانی ہوتی ہے۔ خواہ آرام میں خلل پڑنے سے خواہ کسی کام میں حرج ہونے سے خواہ ملنے ہی کو جی نہیں چاہتا۔

۱۹) فرمایا اللہ تعالےٰ نے اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے یعنی صدر مجلس کہدے کہ مجلس میں جگہ کھول دیا کرو اور آنے والوں کو جگہ دے دیا کرو اللہ تعالےٰ تم کو جنت میں کھلی جگہ دے گا اور جب کسی ضرورت سے یہ کہا جائے کہ مجلس ہو تو اٹھ کھڑے ہوا کرو خواہ خلوت کی ضرورت سے اٹھائے اور خواہ دوسری جگہ۔ بیٹھنے کے لئے اٹھائے (مجادلہ)

۲۰) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میری باری کی رات میں اول بستر پر لیٹ گئے۔ پھر اتنا ہی توقف فرمایا کہ آپ نے یہ سمجھا کہ میں سو گئی۔ سو اپنا چادرہ آہستہ سے لیا اور نعل مبارک آہستہ سے پہنے اور دروازہ آہستہ سے کھولا اور باہر تشریف لے گئے۔ پھر دروازہ آہستہ سے بند کر دیا۔ اور بقیع میں تشریف لے گئے۔ اور واپسی پر اس کی وجہ میں یہ فرمایا کہ میں یہ سمجھا کہ تم سو گئیں اور میں نے تمہارا جگانا پسند نہیں کیا اور مجھ کو اندیشہ ہوا کہ تم جاگ کر اکیلی گھبراؤ گی۔ (عین مسلم)

حدیث میں صاف مذکور ہے کہ آپ نے سب کام اس لئے آہستہ کئے کہ حضرت عائشہ کو تکلیف نہ ہو خواہ جاگنے کی وجہ سے خواہ گھبرانے کی۔

۲۱) حضرت مقدادؓ سے روایت ہے کہ ہم تین آدمی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مہمان تھے اور آپ کے ہی یہاں مقیم تھے بعد عشاء لیٹ رہتے حضور اقدس دیر میں تشریف لاتے تو چونکہ مہمانوں کے سونے جاگنے دونوں کا احتمال ہوتا تھا اس لئے سلام فرماتے کہ شاید جاگتے ہوں تو سن لیں اور اگر سوتے ہوں تو آنکھ نہ کھلے۔ (عین مسلم)

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

انوار الحدیث

درود شریف نہ پڑھنے والے کے لئے وعید:

۱۔ کعب بن عمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا منبر حاضر کرو۔ ہم نے منبر حاضر کیا۔ پس جب اس کے ایک درجہ پر چڑھے تو آپ نے فرمایا۔ آمین! پھر جب دوسرے درجہ پر تشریف لائے تو آپ نے فرمایا۔ آمین! پھر جب تیسرے درجہ پر نزولِ اجلال فرمایا تو آپ نے فرمایا۔ آمین! پھر جب آپ اس سے اترے تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہؐ آج ہم نے آپ سے جو سنا ہے وہ اس سے قبل نہیں سنا۔ آپؐ نے فرمایا میرے سامنے جبرائیلؑ ظاہر ہوا اس نے کہا دوری ہو رحمت سے اس شخص کے لئے جس نے ماہِ رمضان پایا اور اس کی بخشش نہ ہوئی۔ یعنے اس کا اس نے روزہ نہ رکھا، میں نے کہا آمین! پھر جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو اس نے کہا دوری ہو رحمت سے اس شخص کیلئے جس کے پاس آپؐ کا ذکر کیا گیا اور اس نے آپؐ پر درود شریف نہ پڑھا میں نے کہا آمین! پھر جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو اس نے کہا دوری ہو رحمت سے اس شخص کو جس نے بوڑھے ماں باپ کو یا ان میں سے کسی ایک کو پایا تو انہوں نے اس کو جنت میں داخل نہ کیا (یعنی اس نے ان کی خدمت نہ کی اور وہ اس کے لئے جنت میں داخل ہونے کا سبب نہ بنے) تو میں نے کہا آمین! (نکالا اس حدیث کو حاکم نے اور تصحیح کی)

۲۔ محمد ابن حنفیہ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جس کے روبرو میرا ذکر ہوا یعنی میرا نام لیا گیا اور اس نے میرے اوپر درود شریف نہ پڑھا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔ (طبرانی)

۳۔ ابن ابی عاصم سے روایت ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کیا میں تمہیں خبر نہ دوں اس شخص کی جو سب سے زیادہ بخیل ہے۔ انہوں نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہؐ۔ آپؐ نے فرمایا جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا اور اس نے میرے اوپر درود شریف نہیں پڑھا وہ سب لوگوں سے زیادہ بخیل ہے۔

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

مدیر مسئول

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کون نہیں جانتا۔ آپ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے نجبا اور برگزیدگان میں آسمانِ فضیلت پر سورج کی طرح روشن ہیں۔ آپ کی شان اور فضیلت کا منصب بہت بلند اور اونچا ہے۔ انبیاء و رسل کے بعد آپ ہی سب سے بلند اور اونچے نظر آتے ہیں۔ آپ ہی کو دربار نبوت سے صدیق، عتیق اور یار غار کا تمغہ عطا ہوا ہے آپ کی ولادت عام الفیل سے قریباً ۳ سال بعد ۵۳ھ میں ہوئی۔ اور تریسٹھ برس کی عمر میں ۲۲۔ جمادی الآخر بروز پیر انتقال فرمایا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرقد عالی میں آپ کے قدموں کے قریب دفن ہوئے۔

صدیق اکبرؓ کا نسب

آپ کا اصلی نام عبد اللہ ہے اس اعتبار سے نسب یوں ہوگا۔ عبد اللہ بن عثمان (ابو قحافہ کنیت) بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوی۔ مرۃ ابن کعب بن لوی میں حضرت ابو بکر صدیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسب میں مل جاتے ہیں۔ آپ کی ماں بزرگوار کا نام ام الخیر سلمیٰ بنت صخر بن عامر ہے جو ابو قحافہ کے چچا کی بیٹی تھی۔ عنوان الجنابۃ میں مصطفیٰ بن عبد اللہ بن علوی الرافعی نے رقم فرمایا ہے کہ جب ابو بکر صدیق مسلمان ہوئے تو ان کے بعد آپ کی والدہ حلقہ بگوشِ اسلام ہوئیں۔

علماء نے بیان کیا ہے کہ آل ابی بکر کے سوا کسی خاندان میں چار صحابی جن میں یکے بعد دیگرے توالد و تناسل کی نسبت ہو۔ نہیں پائے گئے۔ یہ فخر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی یہ شان ہے کہ آپ کی چار بیٹیاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحابیت کے شرف سے ممتاز ہیں۔ اور وہ عبد اللہ بن اسماء بنت ابی بکر بن قحافہ ہیں۔ باپ ابو قحافہ بھی صحابی بیٹا ابو بکر بھی صحابی آپ کی بیٹی اسماء بھی صحابیہ اور اس کا بیٹا عبد اللہ بھی صحابی اور یوں بھی ہے۔ ابو عتیق بن عبد الرحمان بن ابو بکر بن ابی قحافہ۔ ابو عتیق حضرت عبد الرحمان بن ابی بکر کے صاحبزادے کا لقب ہے۔

فضائل صدیق اکبرؓ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابو بکر عتیق اللہ من النار ہے۔ ابو بکر اللہ کا آگ سے آزاد کیا ہوا بندہ ہے۔ جب سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابو بکر کے حق میں یہ فرمایا تو آپ عتیق کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ بعض نے آپ کے عتیق ہونے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ آپ کے نسب میں کوئی عیب نہیں۔ سورج کی طرح پاکیزہ چاند کی طرح

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

صاف اور روشن ہے۔ جملہ آئمہ نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ آپ کا نام صدیق ہے۔ علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان سے حضرت ابوبکر کا نام صدیق رکھا اور اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں پہل کی۔ یعنے آپ کی تصدیق میں ابوبکر نے کوئی توقف و تامل نہیں کیا۔ اور ہمیشہ زیست صدق کو اپنا شیوہ بنایا اور کسی حال میں بھی صدق سے منہ نہیں پھیرا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ابوبکر نے اس وقت میری تصدیق کی جس وقت سب ہی میری تکذیب کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا جسقدر مجھ کو ابوبکر کی صحبت اور مال نے نفع دیا۔ اسقدر کسی کے مال اور صحبت نے مجھے نفع نہیں دیا۔ آپ کی شان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قول سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ آپ نے فرمایا مسجد کی طرف سے ابوبکر کی کھڑکی کے سوا تمام کھڑکیاں بند کر دی جائیں۔ شارحین نے فرمایا اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا اشارہ ہے۔ یعنے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی روزن ہدایت کھلا رہے گا۔ باقی سب بند ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا جس قوم میں ابوبکر ہو اس قوم میں کسی کے لئے لائق نہیں کہ وہ لوگوں کی امامت کرے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مرض موت میں اپنی زندگی کے آخری ایام میں مسجد نبوی میں لوگوں کو نماز پڑھانے کے لئے صرف ابوبکر صدیق ہی کا انتخاب فرمایا۔ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے یار غار کے پیچھے اپنی زندگی میں سترہ نمازیں پڑھی ہیں۔

ایک عورت انہیں ایام میں حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کوئی بات پوچھی آپ نے فرمایا کل آنا۔ اس نے عرض کی اگر کل میں آپ کو نہ پاؤں۔ یعنے آپ کا انتقال ہو گیا تو پھر کہاں جاؤں گی آپ نے فرمایا میرے بعد ابوبکر صدیق کے پاس آنا۔

آپ نے ایک بار اپنی زندگی اور صحت کے ایام میں حضرت حفصہ بنت عمر فاروق کو بالصراحت بھی فرمایا تھا۔ کہ تو خوش نہیں ہوتی کہ میرے بعد ابوبکر اور تیرا باپ عمر میرے خلیفہ ہوں گے۔ آخری ایام میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا اپنے باپ اور اپنے بھائی کو بلا کہ میں ان کے لئے لکھ دوں۔ اس لئے کہ کوئی میرے بعد خلافت کی تمنا نہ کرے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کیا اچھا ہوتا کہ میری ساری عمر کی نیکیاں ابوبکر صدیق کے ایک دن اور ایک رات کی نیکی کے برابر ہوتیں۔ اور فرمایا کہ کاش میں ابوبکر صدیق کے سینہ کا ایک بال ہوتا۔ قرآن پاک میں ابوبکر صدیق کو ثانی اثنین اور صاحب رسول کا خطاب دیا گیا ہے۔

آپ کا حضرت ابوبکر صدیق کو ہجرت کے لئے اپنا رفیق بنانا اس لئے تھا کہ اس نازک معاملہ میں جو اعتماد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ کے اوپر تھا وہ کسی کے اوپر نہ تھا۔ حضرت صدیق نے جمادی الثانی میں تریسٹھ سال کی عمر میں پیر کے دن وفات پائی۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں مدفون ہوئے ابوبکر صدیق حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عمر میں تین سال چھوٹے تھے۔ قیامت کے دن سب سے

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

اول حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قبر شریف سے باہر تشریف لائیں گے۔ پھر ابوبکر پھر عمر۔ اور پھر جنت البقیع والے اور پھر اہل مکہ۔ آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے۔ آپ نے فرمایا عائشہ۔ عرض کی گئی مردوں میں سے آپ کو کون پیارا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کا باپ (ابوبکر صدیق) قریش کا نسب بیان کرنے میں تمام ملک عرب میں آپ سے زیادہ علم والا کوئی نہیں تھا۔ آپ قریش کی خوبیوں اور ان کی کمزوریوں کو خوب جانتے تھے۔ آپ کا ذریعہ معاش اور کسب تجارت تھا۔ آپ اونچے درجے کے تجار میں شمار ہوتے تھے۔ خوابوں کی تعبیر کے بھی عالم تھے۔ اہل مکہ اپنے خوابوں کی تعبیر لینے کے لئے آپ ہی کی طرف رجوع کرتے تھے۔

آپ نے جاہلیت کے زمانہ میں بھی شراب کو منہ نہیں لگایا۔ اپنی طبیعت کی نفاست اور فطرت کی طہارت کے باعث اس سے متنفر اور بیزار رہے۔ اسلام میں آنے کے بعد آپ نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دینی شروع کی۔ یہاں تک کہ عشرہ مبشرہ سے پانچ صحابی عثمان بن عفان اور زبیر بن العوام اور عبدالرحمان بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور طلحہ بن عبیداللہ آپ ہی کی سعی اور موثر تبلیغ اور دعوتِ حق کی درخشانی سے حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔ ایک جماعت کا متفقہ قول ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی وہ بزرگ شخصیت ہے جس نے سب سے اول اسلام قبول فرمایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ابوبکر ہی وہ ہیں جنہوں نے بلا تردد اسلام قبول کیا۔ قریش اور اہل مکہ میں آپ بہت نیک اور شریف سمجھے جاتے تھے اور سب لوگ آپ کی عزت کرتے تھے۔ آپ کے قول پر اور حسنِ تدبیر پر اہل مکہ کا وثوق اور اعتماد تھا۔ یہاں تک کہ مقتول کے خون بہا کا فیصلہ آپ ہی کرتے تھے۔ اور سب اہل مکہ آپ کے فیصلہ کے سامنے اطاعت و تسلیم کی گردنیں خم کر دیتے تھے۔ کسی کو بھی انکار کی گنجائش نہ ہوتی

جب آپ مسلمان ہوئے تو آپ نے حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حاجات و ضروریات پر پندرہ ہزار دینار یا چالیس ہزار درہم بے دریغ خرچ کر ڈالے دین کی مدد اور اس کی نشر و اشاعت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرگرم معاون و مددگار تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بمنزلہ وزیر کے تھے۔ آپ تمام امور میں حضرت ابوبکر اور عمر سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ مفسرین نے کہا انہیں ہر دو حضرات سے مشورہ لینے کیلئے اللہ تعالیٰ نے آیۃ وشاورھم نازل فرمائی۔

دین کی خاطر اور عشق رسول کی بھٹی میں کندن ہونے کے لئے جو ایذائیں آپ نے قریش سے اپنی جان پر برداشت کیں ان کی فہرست بہت طویل ہے۔ ایک بار حضرت ابوبکر صدیق نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ ہم دارِ ارقم میں چھپ کر عبادت کیوں کرتے ہیں؟ ہمیں چاہیئے کہ اپنے رب کی عبادت اس کے گھر میں جا کر کریں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب ابوبکر نے اس پر اصرار کیا تو ابوبکر کے ساتھ بیت اللہ شریف میں تشریف لائے اور جو چند مسلمان تھے۔ وہ بھی ساتھ تھے۔ حضرت ابوبکر نے خطبہ دیا قریش نے جو وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ ابوبکر پر حملہ کر دیا۔ آپ کے جسم کا بند بند زخمی ہو گیا۔ زیادہ چوٹیں منہ پر آئیں۔ آپ بیہوش ہو گئے

بقیہ صفحہ

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

مسائل تصوف

رضائے مولیٰ از ہمہ اولےٰ

رضا کے معنے خوشنودی کے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی نعماء کثیرہ سے اس کی رضا اور خوشنودی بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اس لئے کہ بندے اور اس کے مابین جو تعلق اور نسبت ہے۔ وہ آقا اور مملوک یا محب اور محبوب کی ہے۔ مملوک کے لئے لازم ہے کہ وہ اس کے حضور اور خدمت میں اس طرح حاضر رہے کہ اس کا مالک اس پر راضی ہو اور خوش ہو۔ مملوک اور بندے کے لئے اس سے زیادہ کوئی نعمت نہیں ہے کہ اس کا مالک اس پر خوش ہے۔ اس نعمت کے مقابلہ میں بندہ کے نزدیک دارین کی نعمت کی وقعت و حیثیت نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بندہ کو رضائے مولا کا مقام مل جاتا ہے تو وہ دنیا و آخرت کی نعمتوں کو دل میں جگہ نہیں دیتا۔ اگر اس نسبت کو جو بندے اور اس کے مولیٰ کے درمیان ہے محب اور محبوب کے عنوان سے دیکھا جائے تو رضا کا حصول بندے کے لئے اور زیادہ ضروری ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ بندے سے کبھی کوئی ایسا فعل سرزد ہو سکتا ہے جس سے مولیٰ ناراض ہو مگر محب کی شان یہ ہے کہ اس کی اپنی رضا محبوب کی رضا میں مطمع ہوتی ہے۔ اس کی زندگی کا ایک ایک سانس اور لمحہ رضائے محبوب کی تصویر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر محبوب کی رضا یہ ہو کہ وہ اس کے سامنے نہ ہو تو وہ فوراً اس پر عمل کرتا ہے اگرچہ فرقت محبوب کی گھڑیاں اس کے لئے کتنی کٹھن اور جانکاہ کیوں نہ ہوں۔

علم تصوف میں جو صوفیاء کے کردار اور عمل سے بحث کرتا ہے اس میں ایک باب رضا کا بھی ہے۔ جس پر اس علم کے جاننے والوں نے سیر حاصل بحث کی ہے۔ اور بتایا ہے کہ بندے کا حقیقی کمال اور اس کی اصل مراد اور فلاح و بہبود یہ ہے کہ وہ اپنی اس فانی اور مستعار زندگی میں اپنے مالک کی رضا حاصل کرے۔

ذیل میں ہم امام ابوالقاسم عبدالکریم کے رسالہ قشیریہ کے باب رضا سے اس موضوع پر چند اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جنتی ایک مجلس میں ہوں گے۔ کہ ان پر اللہ تعالیٰ اچانک جلوہ نمائی فرمائے گا۔ اور کہے گا تم مجھ سے سوال کرو۔ جنتی کہیں گے ہم تجھ سے تیری رضا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا میری رضا ہی نے تمہیں جنت میں اتارا ہے۔ اور یہ عزت و کرامت اور

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

فرحت و مسرت میری رضا ہی کا کرشمہ ہے۔ اس کے سوا کچھ اور مانگو جنتی کہیں گے ہم اسی کی زیادت کا سوال کرتے ہیں۔ یعنے تو ہم کو اس سے بھی زیادہ اپنی رضا عطا کر۔ پھر ان کے پاس سرخ رنگ کی اونٹنیاں جن کی تخلیق یاقوت سرخ سے ہے اور ان کی باگیں سرخ یاقوت اور سبز زمرد سے بنائی گئی ہیں بھیجی جائیں گی۔ وہ اتنی تیز رفتار ہیں کہ جہاں ان کی نگاہ پہنچتی ہے وہاں اپنا قدم رکھتی ہیں۔ جنتی ان پر سوار ہوں گے اور ایک باغ میں جو پھلوں سے لدا ہوا ہے آئیں گے۔ وہاں اللہ تعالیٰ ان کے پاس حور العین میں سے نوخیز کنواری لڑکیاں بھیجے گا اور وہ کہیں گی ہمارا جسم نرم اور گداز اور بھرا ہوا ہے ہم ہمیشہ جوان رہیں گی۔ بوڑھی نہیں ہوں گی۔ ہم ہمیشہ زندہ رہیں گی مریں گی نہیں۔ ہم مسلمان مردوں کے لئے ہیں۔ وہاں سفید کستوری کا ایک ڈھیر ظاہر ہو گا جس کی خوشبو سے وہ معطر ہوں گے۔ یہاں تک کہ جنت عدن میں آئیں۔ عدن جنت کے ایک عظیم الشان مقام کا نام ہے۔ فرشتے کہیں گے اے ہمارے رب تیرے اولیاء اور نیک بندے حاضر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ مرحبا ان سچے لوگوں کو مرحبا ان حکم ماننے والوں کو۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے سامنے سے حجاب اٹھائے گا۔ اور وہ سر کی آنکھوں سے اپنے رب کو دیکھیں گے اور ان کا بعض، بعض کو نہیں دیکھے گا۔ پھر ان کو حکم ہو گا کہ اپنے مقام پر جہاں سے آئے تھے لوٹ جائیں۔ اس وقت ان کا بعض، بعض کو دیکھے گا۔ آپ نے فرمایا اسی چیز کو اللہ تعالیٰ نے ــــ نزلاً من غفور رحیم ــ فرمایا ہے۔ یعنے مہمانی ہے بخشنے والے بڑے مہربان سے۔

رضا کی حقیقت میں کہ یہ احوال سے ہے اور بندے کے کسب و اکتساب کو اس میں دخل نہیں۔ بلکہ دیگر احوال کی طرح رضا بھی خود بندے کے قلب پر نازل ہوتی ہے۔ خراسان کے صوفیوں کا قول ہے کہ رضا مقامات سے ہے کہ بندے کے کسب سے حاصل ہوتی ہے۔ ماہرین تصوف نے رضا کے بارے اپنے ذوق اور حال کے مطابق گفتگو کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیوں کی اس کے بارے میں رائیں مختلف ہیں۔ بعض نے عراقیوں اور خراسانیوں کے متضاد دو قولوں کے مابین اس طرح جمع اور تطبیق کی ہے کہ رضا اول میں مقامات سے ہے جس میں بندے کے کسب کو دخل ہے۔ اور آخر میں احوال سے ہے جس میں کسب کی گنجائش نہیں۔

صوفیوں کی مختلف تعبیرات میں قدر مشترک یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور اس کی قضا پر اعتراض نہ کرے۔ ابو علی دقاق نے کہا رضا صرف اسی چیز کا نام نہیں کہ وہ بلا کو خاطر میں نہ لائے۔ بلکہ رضا یہ ہے کہ رب تعالیٰ کی قضا و قدر پر اعتراض نہ کرے۔ اور پھر یہ بھی فرمایا گیا کہ ہر قضا پر راضی ہونا واجب یا جائز نہیں اس لئے کہ بعض قضائیں مثلاً گناہ اور معاصی کی قضا اس پر راضی ہونا جائز نہیں ہے۔ رضا اسی قضا پر واجب یا جائز ہے جو عملاً نیک اور شریعت کے مطابق ہے۔

بعض مشائخ نے رضا کو اللہ تعالےٰ تک پہنچنے کا باب عظیم کہا ہے جس کو رضائے مولیٰ حاصل ہوئی وہ گویا اس کے حضور میں پہنچ گیا۔ اور اس کے قرب کی نعمت سے سرفراز ہوا۔

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

جاننا چاہیئے کہ جب تک اللہ بندے سے راضی نہ ہو۔ بندے کے لئے ممکن نہیں ہے کہ وہ اس سے راضی ہو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ

اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے اس میں اللہ کی رضا کا بندے کی رضا پر تقدم سے یہی ثابت ہوا کہ بندہ راضی نہیں ہوتا جب تک اللہ راضی نہ ہو۔ بو علی دقاق سے اس کے ایک شاگرد نے سوال کیا کہ بندے کو کس طرح معلوم ہو کہ اس کا رب اس پر راضی ہے۔ بو علی دقاق نے کہا اللہ کی رضا معلوم نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ یہ ایک غیبی راز ہے جس پر کوئی مطلع نہیں ہو سکتا۔ شاگرد نے کہا اللہ کا ولی اس کو جانتا ہے۔ استاد نے کہا کس طرح۔ شاگرد نے کہا مثلاً جب میں اپنے دل کو اللہ سے راضی پاتا ہوں تو میں جان لیتا ہوں کہ وہ مجھ سے راضی ہے۔ استاد نے شاگرد کی تحسین فرمائی اور کہا بیٹا تو نے بہت اچھی بات کہی۔

کہا گیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ مجھے ایسا عمل بتا کہ میں جب اس کو بجا لاؤں تو تو میرے اوپر راضی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، موسیٰ تو اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ موسیٰ علیہ السلام یہ بات سن کر سجدے میں گر گئے اور بہت گڑگڑائے اور زاری کی۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کی اے موسیٰ! میری رضا اس میں ہے کہ تو میری قضا سے راضی ہو جائے۔

سلیمان دارانی نے کہا جب بندہ شہوات نفس کی قید سے آزاد ہو جائے تو وہ رب تعالیٰ سے راضی ہوتا ہے۔ نصر اباذی نے کہا جو چاہتا ہے کہ اپنے رب کو راضی کرے وہ اپنی رضا اسی چیز میں کرے جس میں رب تعالیٰ کی رضا ہے۔

استاد بو علی دقاق نے کہا سالکین کا طریق لمبا ہے اور وہ ریاضت ہے اور خواص کا طریق اقرب ہے مگر ہے بہت دشوار اور وہ یہ ہے کہ تیرا عمل رضا کے ساتھ ہو اور تیری رضا قضا کے ساتھ ہو۔ رویم نے کہا رضا یہ ہے کہ اگر بالفرض اللہ تعالیٰ جہنم تیری دائیں جانب کرے تو تو اس سے اس کے بائیں جانب پھیرنے کا بھی سوال نہ کرے۔

ابو بکر بن طاہر نے کہا رضا دل سے کراہیت سے نکالنا ہے۔ یہاں تک کہ اس میں فرح اور سرور کے سوا کچھ بھی نہ ہو۔ ابن خفیف کا قول ہے رضا اس کے احکام میں سکون اور قلب کی موافقت ہے۔ اس چیز میں جس کو اللہ نے پسند کیا۔ ذوالنون مصری نے کہا رضا کی تین نشانیاں ہیں قضا سے قبل اختیار کی ترک اور قضا کے بعد اس کی تلخی اور ناگواری کا نہ ہونا اور وسط میں محبت الٰہی کا ہیجان اور جوش۔ ابو سلیمان نے کہا رضا یہ ہے کہ بندہ نہ جنت کا سوال کرے اور نہ دوزخ سے پناہ چاہے۔ حضرت حسین ابن علی رضؓ کی خدمت میں کہا گیا کہ ابوذر نے کہا ہے کہ مجھے فقر غنا سے اور بیماری صحت سے زیادہ محبوب ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا ابوذر پر رحم کرے۔ میں کہوں گا جس نے اللہ کی اختیار اور پسند کو پسند کیا پھر اس کے دل میں اس کے غیر کی تمنا نہیں رہتی۔ فضیل ابن عیاض نے بشر حافی کو کہا رضا زہد سے افضل ہے اس لئے کہ راضی اپنے سے اوپر کے مرتبہ کی تمنا نہیں کرتا۔ رویم نے کہا احکام کا رضا سے استقبال کرنا رضا

بقیہ صفحہ ۹ پر

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

حضرت معین الملت علی پوری۔

اقوالِ صوفیائے کرام

اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی نہیں پہنچتا مگر دوام ذکر سے۔ ذکر کی دو قسمیں ہیں۔ ذکر لسان اور ذکر قلب۔ ذکر قلب ذکر لسان سے حاصل ہوتا ہے یعنے آدمی ابتداء میں پیر و مرشد کی توجہ اور تلقین سے اس کی ہدایات اور تعلیم کے مطابق زبان سے ذکر کرتا ہے پھر اس کی مداومت سے اس کو ذکر قلب کی نعمت حاصل ہو جاتی ہے۔ کامل وہ شخص ہے جو اپنی زبان اور دل سے اللہ کا ذاکر ہو۔ استاد ابو علی دقاق نے فرمایا ذکر ولایت کا منشور (حکمنامہ) ہے۔ پس جس کو ذکر کی توفیق دی گئی۔ اس کو ولایت کا منشور دیا گیا۔ کہا گیا ہے کہ ابتداء میں حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کسی سرنگ یا غار میں بہت سی ٹہنیاں لیکر داخل ہوتے اور جب ذکر سے غفلت ہوتی تو ان ٹہنیوں سے اپنے آپ کو مارتے۔ یہاں تک کہ وہ سب ٹہنیاں ٹوٹ جاتیں۔ بسا اوقات وہ ٹہنیاں شام ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جاتیں۔ تو پھر اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو دیوار پر زور زور سے مارتے

بعض صوفیوں کا قول ہے کہ دل کا ذکر مریدوں کی تلوار ہے۔ اس سے وہ اپنے دشمنوں سے جنگ کرتے ہیں۔ اور اس سے ہی وہ آفات کی جو ان کا قصد کرتی ہیں۔ مدافعت کرتے ہیں۔ جب بندے پر بلا نازل ہو اور وہ اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جائے تو وہ اس سے منہ پھیر کر بھاگ جاتی ہے۔ ذوالنون مصری کا قول ہے۔ جو شخص حقیقتہً اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔ اس کے مقابلے میں پھر اس کو ہر چیز کا ذکر بھول جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اسکی ہر چیز سے حفاظت کرتا ہے۔ اور وہ اس کے لئے ہر چیز کا عوض ہو جاتا ہے۔

جنید نے کہا فتوت یعنے جوانمردی یہ ہے کہ لوگوں سے تکلیف کو روکے اور ان کے ساتھ لسان و مروت کرے۔ بعض سے پوچھا گیا کہ جواں مردی کی کیا علامت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جوانمرد وہ ہے جو اس بات میں فرق نہ کرے کہ اس کے ساتھ کوئی کافر کھانا کھا رہا ہے یا ولی۔ ابراہیم خلیل اللہ نے ایک مجوسی کو اس شرط سے کھانا کھلانا چاہا کہ وہ مسلمان ہو جائے۔ وہ اٹھ کر چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کی طرف وحی کی کہ میں اسکو اس کے کفر کے باوجود پچاس سال سے رزق دے رہا ہوں۔ کیا اچھا ہوتا کہ تو بھی اس کو کھانا کھلاتا بغیر اس کے کہ تو اس سے دین بدلنے کا مطالبہ کرتا۔

بعض نے کہا فتوت یہ ہے کہ جب سائل آئے تو وہ خوش ہو اور اپنی طاقت کے مطابق اس کے سوال کو پورا کرے۔ جو سائل دیکھ کر بھاگ جائے وہ جوانمرد نہیں۔

---

www.marfat.com

bakhtiar2k@gmail.com

اخبار آستانہ عالیہ و اطلاعات یارانِ طریقت

اعلیٰ حضرت شمس الملت و عالی جناب مولانا الحاج جوہر الملت و عالی جناب معین الملت و مولانا الحاج سید بشیر حسین شاہ صاحب و عالی جناب سید نذر حسین شاہ صاحب علی پور شریف میں ہیں۔ آستانہ عالیہ میں بہر نوع خیر و عافیت ہے اعلیٰ حضرت امیر الملت قدس سرہ کا سالانہ عرس شریف ۲۹/۳۰ اگست کی درمیانی شب کو ہو رہا ہے۔

حضرت مولانا الحاج پیر سید نذیر حسین شاہ صاحب نمبردار چک ۱۰۷ جنوبی ضلع سرگودھا کی نانی صاحبہ وصال فرما گئیں ہیں۔ قارئین کرام مرحومہ کی روح کو ایصال ثواب کریں۔

پاپڑ منڈی بازار لاہور

۲۲ جولائی بروز اتوار مدرسہ حیات القرآن جماعتیہ کی طرف سے یوم صدیق اکبرؓ شب کو عشاء کی نماز کے بعد منایا گیا۔ حضرت معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب علی پوری نے صدارت فرمائی۔ اور مولانا غلام رسول گرینڈ ایڈیٹر ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور نے اور مولانا الحاج محمد شفیع صاحب خطیب کاہنوکے نے حضرت صدیق اکبرؓ کی سیرت بیان کی اور شعراء حضرات نے قصائد پڑھے۔ یہ جلسہ صبح تین بجے ختم ہوا۔

علی پور شریف میں سالانہ عرس شریف

حضرت امیر الملت قدس سرہ کا سالانہ عرس شریف مورخہ ۲۹/۳۰ اگست کی درمیانی شب کو ہو رہا ہے۔

ارتحالات

(۱) ہمارے مخلص پیر بھائی حاجی محمد عبداللہ صاحب کی اہلیہ محترمہ بقضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں۔ مرحومہ نہایت نیک اور پابند صوم و صلوٰۃ تھیں

(۲) حاجی عبدالعزیز صاحب سینئر سپرنٹنڈنٹ ڈپٹی کمشنر کوہاٹ کے داماد محمد یوسف ۳۰ کو اس عالم فانی سے رحلت فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حلقۂ ذکر: قصور کوٹ عثمان خاں جامع مسجد میاں کمالیں بڑی پابندی سے حلقۂ ذکر ہوتا ہے ختم خواجگان شریف پڑھا جاتا ہے۔ صابر صاحب شجرہ پڑھ کر سناتے ہیں۔ یاران طریقت بڑے شوق سے شامل ہوتے ہیں۔

www.marfat.com